وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

مدینے کا ارماں

نعتیہ کلام
اور
متفرق اسلامی، اصلاحی، ادبی مقصدی نظمیں

محمد عبدالرحیم اصغر
لکچرر اردو، اسلامیہ کالج ورنگل

شائع کردہ
ادارۂ اشاعت ادب ورنگل
10-3-14 پنجتن اسٹریٹ
منڈی بازار - ورنگل 506012 - آندھرا پردیش (انڈیا)

طبع دوّم : پانچ سو

تاریخ اشاعت : اکتوبر ۱۹۹۲ء

قیمت : دس ۱۰ روپے

کتابت : محمّد شفیع الدین ورنگلی

طباعت : اعجاز پرنٹنگ پریس، چھتہ بازار حیدرآباد فون نمبر 520773

ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ اشاعتِ ادب ورنگل

۲۔ کاشانۂ عظمت، شیر پورہ (محمّد حشمت اللہ)

3-4-111/A سدّی پیٹھ 502103 ضلع میدک

پیش لفظ

"مدینے کا ارمان" کا پہلا ایڈیشن اپریل ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا تھا۔

الحمد للہ نعتیہ کلام کا یہ مجموعہ کافی مقبول ہوا اور اس کی نعتیں اور نظمیں سیرت اور دوسرے مذہبی جلسوں میں سنائی جاتی ہیں۔

ایک طویل عرصے سے کتاب کی عدم دستیابی اور مانگ کے پیش نظر اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔ موجودہ ایڈیشن میں نہ صرف گذشتہ ایڈیشن کی نعتیں اور نظمیں شامل ہیں بلکہ مزید کچھ اسلامی، اصلاحی، ادبی اور مقصدی نظموں کا اضافہ بھی کیا گیا ہے اس طرح اس مجموعے کی ضخامت کے ساتھ ساتھ افادیت میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ انشاء اللہ یہ مجموعۂ کلام بھی مقبول خاص و عام ہوگا۔

اس مجموعۂ کلام کی پروف ریڈنگ اور طباعت میں میرے شاگرد محمد حشمت اللہ صاحب بی ایس سی پبلک ہیلتھ نے مدد کی۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائے۔ فقط

محمد عبدالرحیم اصغر

حمد

مرے چشم و دل میں بسا ہے تو، تری شان جل جلالہ
تو نہاں ہے پھر بھی ہے روبرو، تری شان جل جلالہ

ہے ہر ایک شے میں جھلک تری ہے ہر ایک شے میں چمک تری
ترے جلوے بکھرے ہیں چار سو، تری شان جل جلالہ

یہ جہاں ہے تجھ سے ہی معتبر، تو ہر ایک شے میں ہے جلوہ گر
تو ہی کائنات کی آبرو، تری شان جل جلالہ

ترا مسجدوں میں ہے ولولہ، ترا خانقاہوں میں غلغلہ
ترے ڈنکے بجتے ہیں کو بہ کو، تری شان جل جلالہ

ہے صبا کو تری ہی جستجو، ہے گلوں میں تیری ہی رنگ و بو
ہے نوائے بلبل خوش گلو، تری شان جل جلالہ

تری ذات چارۂ بیکساں، ترا نام وجہِ سکونِ جاں
مرے چاک دل کا تو ہی رفو، تری شان جل جلالہ

ترا بندہ اصغرِ بے نوا، نہیں کوئی اس کا ترے سوا
تو ہی اس کا حاصلِ آرزو، تری شان جل جلالہ

حمد

ہے چمن میں صبا کو تری جستجو
حمد گائے تری بلبلِ خوش گلو

کیوں نہ میں بھی پکاروں یہی باوضو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

ہو رواں میری جب تک رگوں میں لہو
تجھ کو پانے کی دل میں رہے آرزو

اور زباں پر رہے بس یہی گفتگو
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

کس کی قدرت کہ دیکھے تجھے دوبدو
ہے مگر چشم و دل میں خیالوں میں تو

تو نہاں ہے مگر پھر بھی ہے روبرو
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

دونوں عالم میں پھیلا ہے تیرا ہی نور
ہے ہر اک شئے میں دنیا کی تیرا ظہور

تیرے جلوے ہیں بکھرے ہوئے چار سو
اللہ ہو، اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

یہ جہاں تیری ہستی سے ہے معتبر
تو ہر اک شئے میں دنیا کی ہے جلوہ گر

ہے تری جلوہ گہ عالمِ رنگ و بو
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

تیرا ہی مسجدوں میں سدا ولولہ
تیرا ہی خانقاہوں میں ہے غلغلہ

تیرے ڈنکے بجیں روز و شب کو بکو
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

ذات مولا تری چارۂ بیکساں
نام نامی ترا، وجہِ تسکینِ جاں

چاک دل کا غریبوں کے تو ہی رفو
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

بے کس اصغر کا ہے کون تیرے سوا
دونوں عالم اس کو سہارا ترا

اس کا مطلوب اور اس کا مقصود تو
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

حمد

لکھے تری حمد اتنی طاقت کہاں سے لائے حقیر انساں
بیاں تری نعمتیں ہوں کیوں کر، شمار کیسے ہوں تیرے احساں
فدا ہوں قدرت پہ کیوں نہ تیری، ہوں تیری صنعت کے کیوں نہ قرباں
وہ شان ہے تیری لفظ "کن" سے سجائی یہ ساری بزمِ امکاں
پتہ کوئی پا سکا نہ تیرا، ہیں غرق حیرت میں اہلِ عرفاں
زیادہ ہے جس کا علم جتنا، ہے عقل اتنی ہی اس کی حیراں
تو سب کا حاجت روا ہے مولا، ترے ہی محتاج سارے بندے
تری گدائی میں سب برابر، ہو مور بے مایہ یا سلیماں
اگر حکومت ہے یاں کسی کی، تو ہے حکومت تری خدایا
مجازی حاکم ہیں یہ بچارے، وزیر ہو کوئی یا کہ سلطاں
تری عنایت کہ رہبری کو ہماری تو نے رسول بھیجا
کرم ہے تیرا کہ راہ دکھلانے ہم کو بخشا ہے تو نے قرآں
حقیر بندہ ہے تیرا اصغر گناہوں پہ اپنے شرمگیں ہے
کرم سے اپنے معاف فرما، الٰہی اس کے تمام عصیاں

حمد

ناتو کوئی روپ ہے تیرا نا کوئی آکار — پورن ہے تیری ہی جوتی سے یہ جگ یہ سنسار
دو جگ میں تیری ہی مایا تیرا ہی ستکار — جگ کے پالن ہار او داتا جگ کے پالن ہار

تیری جے جے کار ہو داتا تیری جے جے کار

نا کوئی تیرے ماتا پیتا ہیں او سب کے کرتار — نا کوئی تیرے بھائی بندھو نہ کوئی ناتے دار
نا کوئی تیرا پتر اور پتری نا پتنی پریوار — جگ کے پالن ہار او داتا جگ کے پالن ہار

تیری جے جے کار ہو داتا تیری جے جے کار

اتنا بڑا استار چلاتا تیرا ہی آبھار — دھرتی اور آکاش پہ ہم تیرا ہی ادھیکار
دونوں جگ میں ہم بھگتوں کا تجھ پر ہی آدھار — جگ کے پالن ہار او داتا جگ کے پالن ہار

تیری جے جے کار ہو داتا تیری جے جے کار

ندیا گہری پالن نہ بلّی آن پڑا منجدھار — تیرے بنا اب کون لگائے ناؤ ہماری پار
تجھ کو چھوڑ کے کس کو پکاریں کون سنے گا پکار — جگ کے پالن ہار او داتا جگ کے پالن ہار

تیری جے جے کار ہو داتا تیری جے جے کار

نا کوئی داتا تجھ جیسا، نا کوئی تیرے سمان — نا کوئی استھان ہے تیرا نا کوئی سنستھان
من مندر میں تیرا بسیرا، جوتی تری ہر ٹھار — جگ کے پالن ہار او داتا جگ کے پالن ہار

تیری جے جے کار ہو داتا تیری جے جے کار

تیرے اترکت اس دنیا کے سوا ہی سارے جھوٹے — تیرا ایک سہارا سچا باقی سارے جھوٹے
سارے سہاروں کو اب تج کر آیا ہوں تیرے دوار — جگ کے پالن ہار او داتا جگ کے پالن ہار

تیری جے جے کار ہو داتا تیری جے جے کار

مجھ کو تجھ سا ایک ہے داتا تجھ کو مجھ سے کروڑ — دونوں جگ میں لاج مری رکھ آس مری مت توڑ
اتنی بنتی داس اصغر کی تو کر لے سویکار — جگ کے پالن ہار او داتا جگ کے پالن ہار

حمدیہ رباعیات

ہے اس کی چمک لعل و گہر میں موجود
ہے اس کی ضیا شمس و قمر میں موجود
غافل تری آنکھوں پہ پڑے ہیں پردے
ہے ورنہ وہ ہر گل میں شجر میں موجود

زاہد کو عمل اس کا اگر کافی ہے
عابد کو عبادت کا ثمر کافی ہے
ہم عصیاں شعاروں کو مگر اے مولا
رحمت کی تری ایک نظر کافی ہے

یہ اوج یہ رتبہ نہ کسی کو بخشا
مخلوق میں انساں پہ عنایت ہے سوا
دل عقل و خرد اور ہدایت بخشی
مالک ترا کس طرح سے ہو شکر ادا

ہر پردے میں وہ پردہ نشیں رہتا ہے
کچھ دور نہیں وہ یہیں رہتا ہے
تو دیر میں کعبے میں سمجھتا ہے جسے
وہ تیری رگ جاں کے قریں رہتا ہے

کعبے میں ملا اور نہ بت خانے میں
پایا اسے گلشن میں نہ ویرانے میں
سب عمر گنوائی جستجو میں جس کی
نکلا وہ مرے دل کے نہاں خانے میں

★

خلاق جہاں جب ترا ہو جائے گا
جو اس کا ہے وہ سب ترا ہو جائے گا
سب چھوڑ کے تو اس کو بنا لے اپنا
سب تیرا ہے جب رب ترا ہو جائے گا

★

ہو کوئی ولی کہ پیر تمہیں کیا دے گا
سلطاں ہو یا امیر تمہیں کیا دے گا
گر مانگنا ہے تم کو تو غنی سے مانگو
بندہ تو ہے خود فقیر تمہیں کیا دے گا

نعت

شہکارِ حق کا جس کی ہے صورت تمہیں تو ہو
خُلقِ عظیم جس کی ہے سیرت تمہیں تو ہو

ہے اور کون شافعِ امت تمہیں تو ہو
ہے جس کے سر پہ تاجِ شفاعت تمہیں تو ہو

بندوں کو اپنے خالق و پروردگار سے
سب سے بڑی ملی ہے جو نعمت تمہیں تو ہو

سب انبیاء کے فیض کا در بند ہو چکا
جاری ہے جس کا فیضِ نبوت تمہیں تو ہو

روشن ہے انبیاء سے نبوت کا آسماں
تارے ہیں لاکھوں، ماہِ رسالت تمہیں تو ہو

جب نام آپ کا لیا تسکین ہو گئی
دل کا سکون روح کی راحت تمہیں تو ہو

حق کی نظر میں آپ رؤف و رحیم ہیں
عالم کے حق میں آیۂ رحمت تمہیں تو ہو

فرمایا نیک حق کے گنہگار ہیں مرے
ہے عاصیوں پہ جس کی عنایت تمہیں تو ہو

اُلفت تمہاری میرے لئے حاصلِ حیات
ایمان ہے عین جس کی محبت تمہیں تو ہو

محشر کے روز ساقیِ کوثر ہیں آپ ہی
ہے اور کون سرورِ جنت تمہیں تو ہو

جن کا رسول ختمِ رسل ہے ہمیں تو ہیں
جن پر ہوئی ہے ختم رسالت تمہیں تو ہو

اصغر کا دو جہاں میں سہارا ہیں آپ ہی
بے فکر جس کی رکھتی ہے نسبت تمہیں تو ہو۔

آپ سارے عالم کے رہنما رسول اللہؐ
آپ دونوں عالم کے مقتدا رسول اللہؐ

بھیک کچھ دلا دیجئے ان کی جھولی بھر دیجئے
در پہ ہیں کھڑے آ کر بے نوا رسول اللہؐ

ہند میں رہوں کب تک ہجر کے سہوں صدمے
جلد مجھ کو بلوا لو در پہ یا رسول اللہؐ

آنکھوں میں لگا لوں گا سرمہ کے بجائے میں
آپ جو مل جائے خاکِ پا رسول اللہؐ

دو جہاں ہوئے اس کے مل گیا خدا اس کو
ہو گیا اگر کوئی آپؐ کا رسول اللہؐ

دل میں میرے اب باقی بس یہی ہے اک ارماں
کر دوں آپ پر اپنی جاں فدا رسول اللہؐ

آپ ہی بتا دیجئے کون ہے دو عالم میں
آپ کے سوا میرا آسرا رسول اللہؐ

آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور دل تڑپ اٹھا
ذکر جب کبھی آیا آپ کا رسول اللہؐ

آپ کے رخِ روشن کا خیال جب آیا
دل ہوا ہے ایمان سے پرضیا رسول اللہؐ

آپ ہی کے قدموں پر دم مرا نکل جائے
بس یہی ہے اصغر کی التجا رسول اللہؐ

ہے شاداں کوئی سیم و زر مل گیا / ہیں ہم خوش محمد کا در مل گیا
اسے اور دنیا میں کیا چاہیئے / نبی کا جسے سنگِ در مل گیا
کسی کو کلیمؑ اور کسی کو خلیلؑ / مگر ہم کو خیر البشرؐ مل گیا
لبوں پر ہمیشہ ہے نام نبیؐ / وظیفہ یہ شام و سحر مل گیا
ضرورت کسی اور ہادی کی کیا / محمد سا جب راہبر مل گیا
تلاش اب کسی چارہ گر کی ہو کیوں / محمد سا جب چارہ گر مل گیا
دیا میرے داتا نے اتنا مجھے / کہ امید سے بیشتر مل گیا
عطا کا میں ان کی کروں کیا بیاں / طلب کرنے سے بیشتر مل گیا
مجھے دیکھ کر رشک کرتے ہیں لوگ / بفضلِ خدا اس قدر مل گیا

میں پہنچوں گا اصغرؔ وہاں سر کے بل
جو طیبہ کا اذنِ سفر مل گیا

گوہر سے جو پُر ہو وہ سفینہ کہیئے / یا دولتِ عرفاں کا خزینہ کہیئے
جس سینۂ پُر نور میں بستے ہیں رسول / سینہ اسے کیوں کہیے مدینہ کہیئے

چمکے کبھی تو اپنا ستارہ ۔۔۔ آئے نظر طیبہ کا نظارہ

حسرت ہے دل میں طیبہ کی دیکھوں ۔۔۔ صبحِ بہاراں شامِ دل آرا

اے سیدِ کل اے جانِ عالم! ۔۔۔ لطف و کرم ہو ہم پہ خدارا

ہے ذات تیری تسکیں کا باعث ۔۔۔ ہے نام تیرا دل کا سہارا

کیا حالِ فرقت تم کو سناؤں ۔۔۔ ٹکڑے جگر ہے دل پارا پارا

میں بھی مدینہ ہو جاؤں حاضر ۔۔۔ چشمِ کرم کا گر ہو اشارا

یہ بے حضوری یہ تم سے دوری ۔۔۔ جینا نہیں ہے ایسا گوارا

راحت سی دل کو حاصل ہوئی ہے ۔۔۔ جب بے خودی میں تم کو پکارا

دل تم پہ صدقے جاں تم پہ قرباں ۔۔۔ ہم خود تمہارے کیا ہے ہمارا

تم قبلۂ دل، تم کعبۂ جاں ۔۔۔ تم پہ ہمارا ہے ناز سارا

ہند میں تا کے مہجور تڑپے

اُلفت کا مارا اصغر بچارا

کسے ہے خواہشِ فرمانروائی یارسول اللہ
تمہارے در کی کافی ہے گدائی یارسول اللہ

مرا مقصد مرا ارمان میرا مدعا تم ہو
کروں کیا لے کے میں ساری خدائی یارسول اللہ

میں عاصی آپ سے نسبت پہ فخر و ناز کرتا ہوں
کسی کو ہے جو نازِ پارسائی یارسول اللہ

خوشا بخت ہم امت میں تمہاری ہو گئے پیدا
بڑی قسمت بڑی تقدیر پائی یارسول اللہ

تمہارے عشق کی دولت رہے دل میں سدا باقی
یہی تو عمر بھر کی ہے کمائی یارسول اللہ

مری سوئی ہوئی تقدیر کو اک شب جگا دیجیے
میسر خواب میں ہو رونمائی یارسول اللہ

تڑپتا ہند میں کب تک رہوں کب تک سہوں صدمے
بھلا کب تک مری صبر آزمائی یارسول اللہ

بلاوا جلد آئے اصغرِ محزوں کو طیبہ سے
نہیں اب طاقتِ دردِ جدائی یارسول اللہ

نبیوں سے نبوت کا ہے گلشن شاداب
سب پھول ہیں آقا ہیں مگر مثلِ گلاب

سب چرخِ نبوت کے اگر ہیں تارے
سرکار ہیں ان سب میں درخشاں مہتاب

ہاں چھیڑ غزل مرغِ خوش الحانِ مدینہ — پھر جائے مری نظروں میں بستانِ مدینہ

پورا کر الٰہی مرا ارمانِ مدینہ — بلوائیں مدینہ مجھے سلطانِ مدینہ

تا حشر خزاں کا اسے کچھ خوف نہیں ہے — اللہ رے بہارِ چمنستانِ مدینہ

اس دشت کے ہیں پھول سے بڑھ کر — پلکوں سے چنوں خارِ بیابانِ مدینہ

کب دیکھئے ہوتی ہے مدینہ میں مری یاد — بلواتے ہیں کب دیکھئے سلطانِ مدینہ

بھر جائے گا میرا گلِ مقصود سے دامن — دیکھوں جو نصیبے سے گلستانِ مدینہ

جلووں سے مسافر کا کبھی جی نہیں بھرتا — آتی ہے نظر روز نئی شانِ مدینہ

پھر کیوں نہ مدینے کا ثنا خوان بنوں میں — سرکار بھی جب خود ہیں ثنا خوانِ مدینہ

خواہش جسے جنت کی ہو دیکھے اسے جا کر — ہے غیرتِ فردوس گلستانِ مدینہ

اللہ رے وہ صبح کی رنگینی کا عالم — اے صلِ علیٰ شام گلستانِ مدینہ

آرام گہِ سیدِ کونین یہیں ہے — پھر کیوں نہ مری جان ہو قربانِ مدینہ

اصغر ہے نواؤں میں تری جوشِ محبت
اے زمزمہ پردازِ گلستانِ مدینہ

کلمہ سکھایا پیارے نبی نے — قرآں پڑھایا پیارے نبی نے
انسان سارے بھٹکے ہوئے تھے — رستہ بتایا پیارے نبی نے
سب ہوگئے تھے حیواں سے بدتر — انساں بنایا پیارے نبی نے
وحدانیت کا نغمہ سہانا — سب کو سنایا پیارے نبی نے
بندوں کا رشتہ خالق سے جوڑا — حق سے ملایا پیارے نبی نے
تابع خدا کی مرضی کے ہوکر — جینا سکھایا پیارے نبی نے
مخلوق کا ڈر دل سے مٹا کر — رب سے ڈرایا پیارے نبی نے
ناواقفوں کو ہر نیک و بد سے — واقف کرایا پیارے نبی نے
ایماں کی دولت ہم کو دلائی — مسلم بنایا پیارے نبی نے
مقصود کیا ہے اس زندگی کا — ہم کو بتایا پیارے نبی نے
راہِ شریعت پر ہم سبھی کو — چلنا سکھایا پیارے نبی نے
جو کچھ بتایا جو کچھ سکھایا — کرکے دکھایا پیارے نبی نے
نارِ سقر میں گرنے سے ہم کو — آکر بچایا پیارے نبی نے
ہم سب کی خاطر ہر دکھ کو جھیلا — ہر غم اٹھایا پیارے نبی نے

سر کے بل اصغرؔ جاؤں مدینہ
واں گر بلایا پیارے نبی نے

کیا پھر ہمے بے تاب عشق نبی نے — کیا یاد پھر ان کو بے چین جی نے

مدینے کے آقا مدینے کے مولا — پکارا ہے پھر آپ کو اُمتی نے

جگر پارہ پارہ ہے دل ٹکڑے ٹکڑے — وہ توڑی ہے جاں ہجر کی جانکنی نے

ہے بار گراں دوش پر اب تو سر بھی — یہ حالت بنائی ہے ناطاقتی نے

محمد، محمد، محمد، محمد — یہی رٹ لگائی ہے دل کی لگی نے

مدینے کو بلوائیے جلد آقا — ہے ہر اک گھڑی اب تو سو سو مہینے

زمانے کا کیا حال تم کو سناؤں — دلوں میں مفاسد ہیں سینوں میں کینے

ہزاروں پڑے رنج کے زخم کھانے — ہزاروں پڑے زخم کے گھونٹ پینے

نہیں ہے تمہارے سوا کوئی میرا — مصائب میں مجھ کو نہ پوچھا کسی نے

مدینہ بلا کر بس اب شاد کر دو — بہت دکھ دیئے ہیں مجھے زندگی نے

مری بھی امیدوں کی کشتی ترا دو — ترائے ہیں تم نے ہزاروں سفینے

بہت ہجر کی بے کلی بڑھ چلی ہے — نہ دے گا یہ آزار اب مجھ کو جینے

تڑپتا رہے ہند میں کب تک اصغر

اسے میرے مولا بلا لو مدینے

تجھے پالیں خود کو کھو کر یہی حسنِ آگہی ہے
یہی زندگی کا مقصد یہی روحِ بندگی ہے

تو چراغِ بزمِ امکاں تو فروغِ چشمِ ہستی
یہ ترا ہی ہے اُجالا یہ تری ہی روشنی ہے

مری روح میں سرایت ہے خمار اس کا ساقی
جو مئے الست میں نے ترے میکدے سے پی ہے

میں ہوں بے نیازِ عالم ترے آستاں کو پا کر
نہ تو کوئی غم ہی غم ہے نہ کوئی خوشی خوشی ہے

تری یاد سے نہیں ہے مرا کوئی لمحہ خالی
کبھی دل میں یا محمدؐ کبھی لب پہ یا نبیؐ ہے

کروں تجھ پہ کیا تصدق مرے پاس کیا ہے میرا
مرا دل بھی ہے ترا ہی مری جان بھی تری ہے

تجھے یاد کرتے رہنا ترا نام لے کے رونا
یونہی دن گزارتا ہوں اور اسی میں زندگی ہے

ترے در پہ جبہ سوں میں وہیں زندگی گزاروں
یہی ایک آرزو اب مرے دل میں رہ گئی ہے

یہ ترا غلام اصغر رہے تجھ سے دور کب تک
ترے در پہ جلد پہنچے یہی اس کو دھن لگی ہے ۔

کیا رازِ نہانِ قدرتی کہیے
اس رخ کو بھی اب حق کی تجلی کہیے

روشن ہے خیالِ رخِ احمد سے جو دل
بے جھجکے اسے عرشِ معلّی کہیے

سیدی چشمِ کرم آپ کی جس پر ہو جائے
وہ گدا بھی ہو تو قسمت کا سکندر ہو جائے

آپ کا فضل اگر محبت کا یاور ہو جائے
مجھ سا بے مایہ بھی حاضر کبھی در پہ ہو جائے

ان کی سرکار میں اک روز پہنچ جاؤں گا
شوق میرا مری منزل کا جو رہبر ہو جائے

کیا بیاں ہو مرے آقا کی عطا کا عالم
بے نوا بھی کوئی آئے تو تونگر ہو جائے

دیکھ لے چہرۂ پر نور محمد کا اگر
آئنہ مہرِ منور کا مکدر ہو جائے

ماہِ یثرب سے مہِ چرخ کو کیا نسبت ہے
ماہِ کنعاں بھی اسے دیکھے تو ششدر ہو جائے

اسکی قسمت پہ کریں رشک زمانے والے
رہبرِ راہِ مدینہ اگر اصغر ہو جائے

ہم نے مانا بہت غریب ہیں ہم
غم کے مارے ہیں بد نصیب ہیں ہم

پھر بھی ہم کو یہ فخر حاصل ہے
کہ سگانِ درِ حبیب ہیں ہم

مدینے کے آقا کی شان اللہ اللہ
بھلا ہم سے کیا ہو بیاں اللہ اللہ

بلایا سوئے عرش معراج کی شب
یہ توقیر یہ عز و شاں اللہ اللہ

مسافر کی طیبہ کے قسمت تو دیکھو
ہے سرکار کا میہماں اللہ اللہ

خدا رکھے اس کی بہاروں کو قائم
مدینے کا وہ گلستاں اللہ اللہ

وہ گھاٹی احد کی وہ طائف کا میداں
یہ پیارے کا تھا امتحاں اللہ اللہ

نہیں سوئے امت کے غم میں محمد ﷺ
وہ راتوں کو اشک رواں اللہ اللہ

کوئی لمحہ خالی نہ تھا یادِ حق سے
ہمیشہ تھا وردِ زباں اللہ اللہ

ہو جلوت کہ خلوت سدا ذکرِ حق تھا
عیاں اللہ اللہ نہاں اللہ اللہ

مجھے نارِ دوزخ کا کیا خوف اصغرؔ
جو سرکار ہیں مہرباں اللہ اللہ

عالم کے لئے نورِ ہدایت ہیں حضور ﷺ
دنیا میں اور آخرت میں رحمت ہیں حضور ﷺ

بندوں کے لئے ہزاروں نعمتیں ہیں لیکن
اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں حضور ﷺ

غمِ ہجر کا پھر ہوا زخم تازہ، وہی چشمِ گریاں وہی آہِ سوزاں
مرے دل میں پھر چٹکیاں لے رہا ہے مدینے کا سودا مدینے کا

نہیں ہے مجھے حسرتِ باغِ رضواں، نہیں ہے مجھے خواہشِ حور و غلماں
تمنا ہے اتنی ان آنکھوں سے دیکھوں، مدینے کے کوچے مدینے کی گا

تمنا ہے زر کی نہ دولت کی خواہش جو ہے آرزو تو یہی آرزو ہے
مجھے میرے سرکار طیبہ بلائیں، مدینے کا مجھ کو دکھائیں گلستاں

لگائی ہے رٹ دل نے طیبہ کی ہر دم، مدینے کی ہر آن اسے جستجو ہے
یہ مجھ سے سنبھالے سنبھلتا نہیں اب اس دل کا ہے بس خدا ہی نگہباں

نہ دل کو سکوں ہے، نہ ہے شب کو راحت وہی ایک دھن ہے وہی اک لگن ہے
مناؤں میں کس طور بے چین دل کو، کروں کس طرح درد کا اس کے درماں

تڑپ ہے، خلش ہے کسک ہے چبھن ہے، مری زیست ہے اصغرؔ اک مسلسل
مدینے میں ہے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، مدینے میں ہے میری تسکیں کا ساماں

یہی آرزو ہے کہ دیکھوں وہ بستی جہاں رات دن رحمتیں ہیں برستی
جہاں پر ہیں آرام فرما محمدؐ دو عالم کے آقا، دو عالم کے سلطاں

ادھر بھی کرم کی نظر یا محمدؐ، ادھر بھی نگاہِ عنایت خدارا
میں ہوں اصغرِ خستہ مجروحِ الفت، غلامِ غلامِ غلامِ غلاماں

طبیعت ہے پھر مائلِ مدحِ سرورؐ
اگلنے لگا خامہ، مضموں کے گوہر

محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ
دو عالم کے آقا دو عالم کے سرورؐ

نبی مکرم، رسول معظم
وہ انسانِ اعظم وہ رحمت سراسر

سراپا امانت، مجسم صداقت
عنایت کا مظہر، محبت کا پیکر

یگانہ شجاعت میں، ہمت میں یکتا
سخاوت میں بے مثل احساں کا مصدر

فصاحت میں ہم پلہ جس کا نہیں ہے
بلاغت میں جس کا نہیں کوئی ہمسر

وہ جس کے شمائل کا مظہر ہیں گویا
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

وجود ان کا اول، ظہور ان کا آخر
بباطن مقدم، بظاہر موخر

کبھی آپ دل میں جو تشریف لائے
کئے دیدۂ تر نے موتی نچھاور

کرو تیرگی دور بختِ سیہ کی
دکھا کر مجھے اپنا چہرۂ منور

پنہ لوں گا دامن کے سائے میں تیرے
مجھے کیا بگاڑے گا خورشیدِ محشر

کوئی دیکھے معراج شاہِ مدینہ ق کوئی دیکھے رفتارِ نورِ مبیں
گئے عرش پر اور دم بھر میں آئے جو ہلتی تھی زنجیر تھا گرم بستر
لطافت کو کیا پہنچے جسم نبیؐ کی ضیائے قمر، یا شمیمِ گلِ تر

شفاعت کی امید ہم کو نہ ہو کیوں ہمارا نبی شافعِ روزِ محشر
بنیں امتی ان کے نبیوں نے چاہا کچھ اس شان کے ہیں ہمارے پیمبر
ہمیں خوف کیا حشر کی تشنگی کا نبی کو ملے ہیں جو تسنیم و کوثر
وہ بھر بھر پلاتے ہیں میکش کو اپنے ذرا کوئی مانگے تو ساقی سے بڑھ کر
ملا ہے فیضان سب انبیا کا مگر ہے کھلا حشر تک آپ کا در
وہ کس طرح دیتے ہیں، دیتے ہیں کیا کیا ذرا کوئی دیکھے گدا ان کا بن کر
زر و سیم کے سب کو بخشے خزانے مگر مایۂ مصطفےٰ ایک چادر
یہ تیری عنایات، الحمد للہ یہ فیض و عطا تیرا اللہ اکبر
ہمیں بھی عنایت ہو شانِ بلالیؓ ہمیں بھی عطا ہو جلالِ ابوذرؓ
یہی دل میں ارماں ہے جب جان نکلے ترا نام لب پر ہو قدموں پہ ہو سر

اُسے میرے مولیٰ بلالو مدینے
تڑپتا رہے ہند میں کب تک اصغر

عشق احمد کے متوالو آگے بڑھو عشق احمد تمہارے جو سینے میں ہے
بھیک لینے کرم کی مدینے چلو، ہم فقیروں کا داتا مدینے میں ہے
شہر مکہ میں ہے عظمت پُر جلال، اور مدینے میں تھے رحمت با جمال
میرے سرکار ہیں رحمتِ دو جہاں، اس لئے ان کا روضہ مدینے میں ہے
جسم اطہر لطافت سے معمور ہے، عرش سے تا بہ یہاں نور ہی نور ہے
مشک و عنبر میں بھی ایسی خوشبو کہاں جو پیارے نبی کے پسینے میں ہے
زندگی ہو تو ان کے طریقے پہ ہو، زندگی ہو تو ان کے طریقے پہ ہو
ان کے جینے کا انداز جس میں نہیں، فائدہ کیا بھلا ایسے جینے میں ہے
ان کا دیدار حاصل ہے شام و سحر، وہ تصور میں رہتے ہیں آٹھوں پہر
ان کی سیرت ہمیشہ ہے پیش نظر، ان کی صورت بھی دل کے نگینے میں ہے
چاہِ زمزم پہ جب دم بخود جاؤں میں، آب زمزم کو کوثر سمجھ کر پیوں
جا کے پینے میں زمزم وہی لطف ہے، حوض کوثر پہ جا کے جو پینے میں ہے
سوئے طیبہ ہے اپنا سفینہ رواں، لاکھ طوفاں اٹھا کریں غم نہیں
اس مبارک سفر میں یقیں ہے مجھے، ساتھ مولا کی رحمت سفینے میں ہے
ہے مکرم مقدس وہ کاغذ بہت، جس پہ ہوتا ہے قرآن لکھا ہوا
مرتبہ کیا ہے اس آدمی کا بیاں، سارا قرآں بھرا جس کے سینے میں ہے
ہم گنہگار ہیں اور خطا کار ہیں، تیرے محبوب کی لیکن امت ہیں ہم
تیری رحمت کے محتاج ہیں اے خدا کیا کمی اسکی تیرے خزینے میں ہے
سیرت پاک کی مجلسیں کیجئے، اس میں میلاد کی محفلیں کیجئے
جس مہینے میں بشر کی ولادت ہوئی، خیر و برکت بڑی اس مہینے میں ہے
اصغر آئیگی کب وہ مبارک گھڑی کہ جب طیبہ میں پہنچ جاؤ، اب تو فرقت نصیبی یہی چاہے ہیں یہاں تن ہو میرا دل مدینے میں ہے

تاجدارِ دین و دنیا اے شہِ عالی مقام
وجہِ تسکینِ دل و آرامِ جاں ہے تیرا نام

ہر عمل محفوظ ہے تیری حیاتِ پاک کا
جس سے مستحکم ہے اسلامی شریعت کا نظام

ہے نمونہ کامل و اکمل بشر کا تیری ذات
دے گیا تو آدمی کو عرش سے اونچا مقام

کرتا ہے قرآں میں توصیف خود پروردگار
کیا بیاں ہو ہم سے تیرا مرتبہ تیرا مقام

انبیا کی بزم میں اس طرح تو ممتاز ہے
محفلِ انجم میں تاباں جیسے ہو ماہِ تمام

خسروی اور قیصری پر کوئی نازاں ہو تو ہو
ناز ہے ہم کو اسی پر ہیں ترے ادنیٰ غلام

فلسفی و منطقی و نکتہ داں اہلِ زباں
غرق ہیں حیرت میں تیرا دیکھ کر حسنِ کلام

تربیت سے تو نے ذروں کو بنایا آفتاب
بن گئے بدو عرب کے ساری دنیا کے امام

آ پڑے ٹھوکر میں ان کی قیصر و کسریٰ کے تاج
آ گئے زیرِ نگیں ایران و روم و مصر و شام

آ گئی ہاتھوں میں ان کے سلطنت کی باگ ڈور
جن کے ہاتھوں میں رہا کرتی تھی اونٹوں کی زمام

تیرے احسانات اصغرؔ سے بیاں کیا ہو سکیں
تجھ پہ ہوں لاکھوں درود اور تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام

احسان ہے کائنات پہ سرورِ کائنات کا
دونوں جہاں کی رونقیں صدقہ ہیں انکی ذات کا

ان کے وجود کے طفیل پا گئے دو جہاں وجود
ان کی ہی ذات ہے سبب تخلیقِ کائنات کا

ان کے وجود ہی سے ہے دونوں جہاں میں روشنی
ان کی ہی ذات ہے چراغ محفلِ کائنات کا

دل کو سکون مل گیا لب پہ تبسم آ گیا
نام جب ان کا لے لیا مٹ گیا غمِ حیات کا

بحرِ جہاں میں آپ نے طوفانِ حق کیا بپا
غرق سفینہ ہو گیا لات کا اور منات کا

اسوۂ پاک آپ کا نور کا اک منارہ ہے
ذرہ اِک اک چمک اٹھا جس سے رہِ حیات کا

خود بھی نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہنما بنے
اعجاز کیا بیاں کروں آپ کے التفات کا

ہم کو سکھائے آپ نے آدابِ زندگی تمام
بخشا سلیقہ آپ نے ہم کو ہر ایک بات کا

ان کے ہی اسوۂ حیات بدر و احد کے معرکے
ملتا ہے جن سے آج بھی درس ہمیں ثبات کا

اصغرِ خستہ دل کو ہے حشر میں ان کا آسرا
ہے شب و روز مدح خواں انکی ہی پاک ذات کا

○

تمام نبی پہ مرنے کو تیار ہیں تو بس
اتنے اگر ہم ان کے وفادار ہیں تو بس

کر دیں نبی کے ایک اشارے پہ جاں نثار
ان کی رضا کے ایسے طلبگار ہیں تو بس

جس وقت تولے جاتے ہوں اعمال روزِ حشر
"پلے پہ میرے احمدِ مختار ہیں تو بس"

سچ ہے گناہ گار ہوں عصیاں شعار ہوں
محشر میں آپ ناصر و غمخوار ہیں تو بس
فضلِ خدا سے ہوں گے مرے سب گناہ معاف
میرے سفارشی شہِ ابرار ہیں تو بس
سارا زمانہ مجھ سے خفا ہے تو کیا ہوا
حامی میرے اگر مرے سرکار ہیں تو بس
اصغر اب اور کوئی طرفدار ہو نہ ہو
شاہِ مدینہ میرے طرفدار ہیں تو بس

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں

محمد شافعِ روزِ جزا ہیں   محمد عاصیوں کا آسرا ہیں
محمد تاجدارِ انبیاء ہیں   محمد شمعِ بزمِ دوسرا ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد بحرِ الطاف و عطا ہیں   محمد منبعِ جود و سخا ہیں
محمد چشمۂ صدق و صفا ہیں   محمد پیکرِ صبر و رضا ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد رہبروں کے پیشوا ہیں   محمد مہبطِ وحیِ خدا ہیں
محمد زندگی کا مدعا ہیں   محمد نورِ ذاتِ کبریا ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد غمگسارِ بیکساں ہیں   محمد دستگیرِ ناتواں ہیں
محمد چارۂ بیچارگاں ہیں   محمد رہنمائے گمرہاں ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد ہادیٔ دینِ مبیں ہیں — محمد قبلۂ اربابِ دیں ہیں
محمد خاتمِ حق کے نگیں ہیں — محمد عرش کے مسند نشیں ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد رحمۃٌ للعالمیں ہیں — محمد تاجدارِ مرسلیں ہیں
محمد خانۂ دل کے مکیں ہیں — محمد حاصلِ دنیا و دیں ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد ہیں شفیعِ روزِ محشر — محمد ہیں حبیبِ ربِّ اکبر
محمد سب سے افضل پیشِ داور — محمد رحمتِ عالم سراسر
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد چارہ سازِ دردمنداں — محمد ہیں طبیبِ دردِ عصیاں
محمد مقصدِ ہر این و ہر آں — محمد ہیں چراغِ بزمِ امکاں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد رازدارِ رازِ یزداں — محمد واقفِ اسرارِ پنہاں
محمد صدرِ بزمِ اہلِ عرفاں — محمد سرِ تفسیرِ قرآں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد مبتدائے سالکاں ہیں محمد منتہائے عاشقاں ہیں
محمد سرور کون و مکاں ہیں محمد پادشاہِ دو جہاں ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد ہیں شفیع اہلِ عصیاں محمد نام نامی راحتِ جاں
محمد کی محبت عین ایماں محمد پر اتارا حق نے قرآں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد مخزنِ اسرارِ حق ہیں محمد مظہرِ انوارِ حق ہیں
محمد مرکزِ پرکارِ حق ہیں محمد حق یہ ہے شہکارِ حق ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد مخبرِ صادق لقب ہیں محمد سیدِ والا نسب ہیں
محمد فخرِ ایران و عرب ہیں محمد خلقِ آدم کا سبب ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس کے سوا ہیں

محمد کاشفِ رازِ سبل ہیں محمد فخرِ دیں فخرِ رسل ہیں
محمد گلستانِ دیں کے گل ہیں محمد باعثِ تخلیقِ کل ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد میرے آقا میرے سلطان محمد پر فدا میرے دل و جاں
محمد ہیں مری تسکین کا ساماں محمد اصغرِ خستہ کا ارماں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

(۵)

قطعہ بتقریب روانگی حج جناب محمد حبیب الدین صاحب
(المعروف بہ حاجی میاں جراح)

حج کو جاتے ہیں آج حاجی میاں آج دل کی مراد بر آئی
ہو گئے اسم با مسمّیٰ آپ دیکھو قدرت کی کار فرمائی
کعبہ جانا تمہیں مبارک ہو ہو مبارک وہاں جبیں سائی
ہو مبارک زیارت طیبہ کیا سعادت یہ تم نے ہے پائی

بہ سفر رفتنت مبارک باد
بہ سلامت روی و باز آئی

مدینے والے!

مرے آقا مرے سرکار مدینے والے
مرے مولا مرے سردار مدینے والے
اتنی ہے عرضِ گنہگار مدینے والے
جبکہ ہوں نزع کے آثار مدینے والے
ہو نصیب آپ کا دیدار مدینے والے!

رات دن مجھ کو مدینے کی لگن رہتی ہے
دل میں اک درد کلیجے میں چبھن رہتی ہے
آتشِ شوق کی سینے میں جلن رہتی ہے
آپ کی یاد سدا شعلہ فگن رہتی ہے
کیا جیے ہجر کا بیمار مدینے والے!

میری برسوں کی تمنائیں نہ برباد کرو
غم رسیدہ ہوں بہت جلد مجھے یاد کرو
دل کے اجڑے ہوئے گلشن کو آباد کرو
باغِ یثرب میں بلا کر مرا دل شاد کرو
دیکھ لوں آپ کا گلزار مدینے والے

پردہ اپنا رخِ روشن سے ہٹا دو مولا
دل میں جو آگ لگی ہے وہ بجھا دو مولا
میری سوئی ہوئی تقدیر جگا دو مولا
خواب میں صورتِ زیبا کو دکھا دو مولا
ہو کرم اتنا تو اک بار مدینے والے!

لاکھوں پھولوں سے نبوت کا ہے گلشن شاداب
انبیا پھول ہیں آقا ہیں مرے مثلِ گلاب
وہ ستارے ہیں اگر، آپ درخشاں مہتاب
آپ کا عالمِ امکاں میں نہیں کوئی جواب
آپ خالق کا ہیں شہکار مدینے والے

آپ کی چشمِ کرم کا جو اشارہ ہو جائے
ایک لمحہ کا کسی سے نظارہ کتنا ہو جائے
اصغرِ خستہ کی بخشش کا سہارا ہو جائے
ایک رحمت کی نظر اس پہ خدارا ہو جائے
ہے کرم آپ کا درکار مدینے والے

مُحسنِ انسانیتؐ کا ظہور

غرقِ ظلمت تھا، چھائی تھی ہر سو تیرگی ذلت و پستی کے غاروں میں پڑا تھا آدمی
رفتہ رفتہ مٹ چکے تھے دہر سے آثارِ حق کوئی دنیا میں نہیں تھا کاشفِ اسرارِ حق
کفر کا ادبار بڑھتا جا رہا تھا چار سو شمعیں سب گل تھیں اندھیرا چھا رہا تھا چار سو
جانور سے بھی گیا گذرا تھا انساں کا مقام کوئی بن بیٹھا تھا آقا اور تھا کوئی غلام
لٹ رہی تھی آدمی سے آدمی کی آبرو سب سے ارزاں چیز تھا دنیا میں انساں کا لہو
موت سے بدتر جہاں میں زندگی عورت کی تھی اس کی جاں کی اور عصمت کی نہ تھی کوئی قیمت
بن گئے تھے چور ڈاکو قوم کے اپنی امام سود خواروں کے نجس ہاتھوں میں تھی سب کی زمام
تھے بچھے شیطان کے ناپاک پھندے ہر طرف برسرِ پیکار تھے خالق سے بندے ہر طرف
پوجے جاتے اپنے ہی ہاتھوں تراشیدہ صنم تھی جبینِ انسانیت کی پتھروں کے آگے خم
اشرف المخلوق تھا ارذل کے آگے سجدہ ریز جہل کے باعث وہ فطرت سے تھا سرگرمِ ستیز
سب سے پہلا گھر خدا کا کعبۂ ربِ جلیل یعنی وہ بیت الحرم معمار تھا جس کا خلیل
اس میں رکھتے تھے خدا ابن کر ہبل لات و منات بے خبر تھے سب کے سب کیا ہے تقاضائے حیات
کارواں تھا راہ گم کردہ کوئی رہبر نہ تھا رہزنوں کا ڈر تھا منزل کا نہ تھا کوئی پتا
تھا خزاں دیدہ چمن پھولوں میں رعنائی نہ تھی گلشنِ عالم میں مدت سے بہار آئی نہ تھی
خلق پیاسی مضطرب تھی جستجو میں آپ کی چشمِ بینا منتظر تھی مہرِ عالمتاب کی

وقت کے ہاتھوں نے پھر تاریخ کا الٹا ورق ۔۔۔ پھر زمانے میں ہویدا ہو گئے آثارِ حق
چوٹیوں سے نور اک ظاہر ہوا فاران کی ۔۔۔ ہر طرف پھیلا اجالا تیرگی سب چھٹ گئی
یا یہ کہیے سینۂ ظلمت سے نکلا آفتاب ۔۔۔ چیر کر تاریکیاں کرتا حقیقت بے نقاب
جس کی ضو سے جگمگا اٹھے در و دیوار و بام ۔۔۔ بن گئی صبحِ مسرت زیست کی غمگین شام
وہ رسولِ ہاشمی وہ رحمت للعالمین ۔۔۔ قبلۂ اربابِ الفت ہادیِ دینِ مبین
آمنہ کا لال، عبداللہ کا درِ یتیم ۔۔۔ جس کی بعثت سارے انسانوں پہ احسانِ عظیم
رکھ دیا جس نے بدل کر گردشِ افلاک کو ۔۔۔ عرش کی رفعت عطا کی جس نے مشتِ خاک کو
صفحۂ گیتی پہ برپا کر دیا اک انقلاب ۔۔۔ کر دیا تاریخ کا آغاز اک رنگین باب
کر دیا روشن دلوں کو جس نے علمی نور سے ۔۔۔ بھر دیا سینوں کو جس نے شعلہ ہائے طور سے
جس نے رازِ ہستیِ بے بود کی تفسیر کی ۔۔۔ جس نے خوابِ زندگی کی بے خطا تعبیر دی
جس نے بخشی دولتِ خود آگہی انسان کو ۔۔۔ جس نے بخشی معرفت کی روشنی انسان کو
گمرہوں کو جس نے بتلائی صراطِ مستقیم ۔۔۔ حشر تک جاری رہیگا جس کا فیضانِ عظیم

دے گیا انسانیت کو عرش سے اونچا مقام
ہوں درود اس پہ ہزاروں اس پہ ہوں لاکھوں سلام

سراپائے انورؐ

جہاں میں کسی کو ملا مال و زر
مجھے مل گئی دولتِ مدحِ سرور

میں ہوں عندلیبِ ریاضِ مدینہ
میں ہوں مدح خوانِ رسولِ مطہر

بفضلِ خدا میرا ممدوح وہ ہے
نہیں مرتبہ میں کوئی جس سے بڑھ کر

گدا جس کے در کا ہے خسرو سے ارفع
ہے جس کی غلامی بھی شاہی سے بہتر

یہ تصویر آنکھوں میں دل میں بسا لو
بیاں کر رہا ہوں سراپائے انور

بڑا اور مدور تھا راسِ مبارک
ڈھکا جو عمامے سے رہتا تھا اکثر

اگر شانِ واللیل رکھتی تھیں زلفیں
تو تھا والضحیٰ نکتۂ روئے انور

جبینِ مبارک بلند اور روشن
خجل ہو جسے دیکھ کر ماہِ انور

دو ابرو تھیں پیوستہ ایک دوسرے سے
نکل آئے یا دو ہلال آسماں پر

میں ان کے تصور سے ہوں مست بیخود
ہیں آنکھیں کہ صہبائے کوثر کے ساغر

ان آنکھوں نے معراج میں حق کو دیکھا
ہوا ان کو دیدارِ حق کا میسر

جو بینی کو دیکھے کوئی چشمِ بینا
تو ہو جائے صانع کی صنعت پہ ششدر

تصور میں ہیں ان کے لب اور دنداں
جچیں خاک نظروں میں لعل اور گوہر

میں دوں گوشِ اطہر کو تشبیہ کس سے
بیاں ان کی توصیف ہو مجھ سے کیونکر

ملائک کی آواز سنتے تھے حضرت
تھا پُر نور کانوں میں کچھ ایسا جوہر

وہ رخسارِ تاباں وہ حق کی تجلا
کہ ہو جائیں بے ہوش موسیٰ بھی آکر

گھنی اور لانبی تھی ریشِ مبارک　　سفید آٹھ دس اس میں تھے موئے اطہر
تھی آئینہ سا صاف و شفاف گردن　　بنے جیسے نورانی سانچے میں ڈھل کر
وہ سینہ کہ تھا معرفت کا خزینہ　　منوّر تھا نورِ الٰہی سے یکسر
تھا سینے کے ہموار بطنِ مبارک　　اور اک خطِ مو ناف تک تھا منور
بلند اور چوڑے تھے حضرت کے شانے　　بہت صاف و ہموار تھی پشتِ انور
میانِ دو شانہ تھی مُہرِ نبوت　　کہ پیغمبری ہو چکی ختم ان پر
سڈول اور پُرنور بازوے اقدس　　تو شفاف و پُرنور پائے مطہر
اگر خاکِ پا ان کی پا جائیں حوریں　　ملیں اپنے چہرہ پہ غازہ سمجھ کر
کہوں قدِ والا کو طوبائے جنت　　یہ سوءِ ادب ہے قیامت کہوں گر
غرض حسن کا ایسا کامل نمونہ　　دو عالم میں ڈھونڈو نہ ہوگا میسر

کبھی خواب ہی میں ہو دیدار حاصل
یہ ارمان مدت سے رکھتا ہے اصغر

حسرتِ طیبہ

خوش نصیب مدینہ پہنچ گیا ہوگا
وہ اپنے بخت پہ کیا ناز کر رہا ہوگا

سکون روح کا آنکھوں کا نور دل کا سرور
عجیب نعمتیں طیبہ میں پا رہا ہوگا

برستے ہوں گے شب و روز فضل کے انوار
تجلیات کا رحمت کا در کھلا ہوگا

بہار باغِ مدینہ کی دیدنی ہوگی
گلوں پہ غنچوں پہ عالم شباب کا ہوگا

دلوں کو مست کریں گے نسیم کے جھونکے
گلاب و مشک سے روضہ مہک رہا ہوگا

اللہ کے شہر مدینہ میں عاشقوں کا ہجوم
عجیب عشق کے منظر دکھا رہا ہوگا

نظر کسی کی لگی ہوگی آستانے پر
تو کوئی گنبدِ خضریٰ کو تک رہا ہوگا

کسی کے لب پہ تبسم کی جھلکیاں ہوں گی
تو کوئی فرطِ محبت سے رو رہا ہوگا

کوئی گرائے گا خاموش اشک کے موتی
تو کوئی مار دھاڑیں بھی دھاڑتا ہوگا

کوئی کہے گا میں قربان یا رسول اللہ
کوئی فدا لک روحی پکارتا ہوگا

کوئی گزارتا ہوگا وہاں پہ سجدۂ شوق
جہاں پہ نقشِ کفِ پائے مصطفیٰ ہوگا

کوئی تو ہوگا قیام و سجود میں مصروف
کوئی حضور کو قرآں سنا رہا ہوگا

غرض عجیب سماں ہوگا اور عجیب منظر
کہ جس کو دیکھ کے ایمان بڑھ رہا ہوگا

وہ دن بھی لائے خدا حبیبِ چشتیؔ خوشتر
یہ سب نظارے مدینے میں دیکھتا ہوگا

دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

کب تک میں غم کھاؤں سکھی ری
ہجر کا تیغ اٹھاؤں سکھی ری
کب تک دل تڑپاؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

دل کی لگی کو بجھاؤں سکھی ری
من کے پھول کھلاؤں سکھی ری
بگڑی اپنی بناؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

جی میں جاؤں طیبہ نگریا
واہیں گجاروں ساری عمریا
واپس پھر نہ آؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

ہاتھ جو ان کی جالی چھولیں
نینا مورے موتی رولیں
جی میں مگن مسکاؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

پیارے نبی جی کے ہیں بلہاری
تن من دھن سب ان پر واری
پران بھی ان پہ گنواؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

پیارے نبی جی جو دکھ پائیں
صدقے ہو کر لوں میں بلائیں
دھو دھو پیوں میں پاؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

کر لوں جب میں ان کا درشن
بھینٹ کروں میں اپنا جیون
چوکھٹ پہ مر جاؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

پہنچوں گی جب یثرب نگری
خوش ہو گاؤں نعت نبی کی
پیدا اصغر کے بھاؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

عازم مدینہ سے

مدینے کے جانے والے مسافر! ہمیں بھی براہ کرم یاد رکھنا
مبارک ہو حج و زیارت کی دولت ہمیں بھی مرے محترم یاد رکھنا

حضوری کی جس وقت عزت ہو حاصل، غلاموں کا آقا سے احوال کہنا
خدارا حضور شہ دین و دنیا، غریبوں کے درد و الم یاد رکھنا

مدینے کے سرکار کو سب بتانا کہ امت پہ ان کے گزرتی ہے کیا کیا
سرور و مسرت کی سرمستیوں میں ذرا غم نصیبوں کا غم یاد رکھنا

یہ کہنا مصائب میں امت گھری ہے، خبر لیجیے بے سہاروں کی آقا
گنہگار ہیں گو، مگر ہیں تمہارے ہمیں اے شفیع امم یاد رکھنا

جب امت کا احوال سب کہہ چکو تم مرے درد دل کا بھی کچھ حال کہنا
مجھے بھی ذرا عازم خلد طیبہ، مرے درد دل کی قسم یاد رکھنا

تڑپتا ہوں دن رات فرقت میں میں بھی، بہت میں بھی مشتاق ہوں حاضری کا
نظر میں رہے میری بیتابی دل مرا سوز غم چشم نم یاد رکھنا

دعا کیلئے جب کبھی ہاتھ اٹھیں گنہگار اصغر کو مت بھول جانا
مری آرزوئیں، مری التجائیں بدرگاہ شاہ امم یاد رکھنا

حاجیوں کی واپسی پر

بیاں کیا کھلا ان کی خوش قسمتی ہو، بیاں کیا کروں ان کا اوجِ مقدر
جو ارضِ مقدس سے واپس ہوئے ہیں شرفِ حج کا دولت زیارت کی پاکر
سعادت یہ ہے ہر سعادت سے بہتر یہ دولت ہے ہر ایک دولت سے بڑھ کر
بڑی ان کو حاصل ہوئی ہے سعادت بڑی ان کو دولت ہوئی ہے میسر
یہ آنکھیں خدا کی قسم محترم ہیں، یہ آنکھیں تو ہیں چوم لینے کے قابل
ان آنکھوں نے دیکھا ہے آقا کا روضہ ان آنکھوں نے دیکھا ہے اللہ کا گھر
یہاں سے گئے تھے گنہگار لیکن وہاں سے گناہوں کو بخشا کے آئے
بہا کر حرم میں ندامت کے آنسو دھلا آئے ہیں سارے عصیاں کا دفتر
جو حج سے ملی مغفرت اور بخشش، زیارت سے حاصل ہوئی ہے شفاعت
کرم ارحم الراحمیں کا تھا کیا کم، ہوا رحمتِ دو جہاں کا مکرر
مئے عشق و ایماں سے مخمور ہے دل، بسے ہیں نگاہوں میں طیبہ کے جلوے
خدا جانے کیا نور ہیں ساتھ لائے، ہیں پر نور آنکھیں جبینیں منور
وہاں سے جو لوٹ آئے ہیں تازہ تازہ وہاں کی ہر اک بات یاد آ رہی ہے
صدائیں وہی کان میں گونجتی ہیں مناظر وہی دل میں ہیں جلوہ گستر
وہ احرام میں سب کا ملبوس ہونا وہ سجدے میں اک ساتھ سر کو جھکانا
اخوت مساوات کا وہ نظارہ، نمازوں کا ایمان افزا وہ منظر
وہ بیت الحرم جس کو کہتے ہیں کعبہ، وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
زمیں پر وہ عرشِ علیٰ کا نمونہ، تقدس میں عرشِ علیٰ کے برابر

وہ پروانہ وار اس کے اطراف پھرنا، لپٹ کر کبھی اس کے پردے سے رونا
وہ تکبیر و تحمید و تقدیس رب کی وہ لبیک لبیک سب کی زباں پر

مقامِ براہیم پر وہ نمازیں، حطیم مبارک میں وہ التجائیں
کھڑے ہو کے میزابِ رحمت کے نیچے لٹانا وہ آنکھوں سے اشکوں کے گوہر

بجھانا کبھی پیاس زمزم پہ جاکر، کبھی مانگنا ملتزم پر دعائیں
کبھی جاکے رکنِ یمانی کو چھونا، کبھی چومنا سنگِ اسود کو بڑھ کر

وہ سعیِ صفا اور مروہ کا منظر، منیٰ اور عرفات میں وہ حضوری
وہ مزدلفہ کی شب میں الحاح و زاری، وہ تحمید و تسبیح و تہلیل شب بھر

مدینہ کا نقشہ بھی ہے سب نظر میں، وہ پرنور گنبد وہ روضہ کی جالی
حریمِ رسالت کا وہ آستانہ، جہاں جھکتے ہیں بادشاہوں کے بھی سر

رسول خدا کی وہ نورانی مسجد، ہے نورٌ علیٰ نور ہر شے جہاں کی
وہ دلکش ستون اور وہ اونچے منارے، دل افروز در و بام و محراب و منبر

غرض وہ مناظر نظر میں ہیں پھرتے جو باعث ہیں ایمان میں تازگی کے
وہ آیات و آثار دل میں بسے ہیں جو اسلام کی ہیں صداقت کا مظہر

جو کر آئے ہیں اپنا ایمان تازہ، زباں پر بھی اس کا اثر لازمی ہے
سنا ہے بزرگوں سے چالیس دن تک دعا حاجیوں کی ہے مقبولِ داور

اب اے حاجیو! تم سے یہ التجا ہے، دعا تم کرو صدق دل سے خدارا
اس ارضِ مقدس میں اصغرؔ بھی پہنچے اسے بھی ہو حج و زیارت میسر

فریاد

اے شہِ مرسلیں اے شہنشاہِ دیں، کیجیے بیکسوں پر کرم کی نظر
بیڑا اُمت کا طوفاں میں ہے آگھرا، جلد لیجیے خدارا ہماری خبر
درد و غم کی کہانی سنائیں کسے، جو گزرتی ہے ہم پر بتائیں کسے
چیر کر اپنا سینہ دکھائیں کسے، چھلنی چھلنی ہے زخموں سے دل اور جگر
بامِ رفعت سے پٹکا فلک نے ہمیں، ہائے قعرِ مذلت میں ہم گر پڑے
مال و دولت ہے باقی نہ جاہ و حشم، ہو گئی اپنی دنیا ہی زیر و زبر
ہاں زمانے میں یکتا تھے ہم بھی کبھی، علم و فن میں کوئی اپنا ہمسر نہ تھا
اب تو بے مایہ ہم سا نہیں دہر میں، ہم سا دنیا میں کوئی نہیں بے ہنر
تیرگی بخت کی دور ہوتی نہیں، اپنا بگڑا مقدر سنورتا نہیں
کوئی تدبیر ہوتی نہیں کارگر، نالہ ہے نارسا، ہے دعا بے اثر
آپ نے بھی جو چشمِ کرم پھیر لی، ہم گنہگار آخر کہاں جائیں گے
نام لیوا تمہارے ہیں جیسے بھی ہیں، جائیں کس در پہ در آپ کا چھوڑ کر
تا بہ کے ظلم دنیا کے سہتے رہیں، تا بہ کے دہر میں خوار و رسوا رہیں
میرے مولا خدا سے دعا کیجیے، اب تو ہو جائے کایا پلٹ سر بسر
پھر مسلمان عالم میں ممتاز ہوں، ایک ہوں، نیک ہوں، سرفراز ہوں
پھر سے حاصل کریں عظمتِ ماضیہ، شامِ غم جا کے آئے خوشی کی سحر
ہند میں کب تلک آخر تڑپا رہوں، تا بہ کے ہجر کے صدمے سہتا رہوں
جلد یثرب سے آ دے بلاوا مجھے، جلد باندھوں مدینے کا رختِ سفر
اصغرِ خستہ جاں کا یہ ارمان ہے، تن سے جب جان نکلے تو اس شان سے: آپ کا روئے انور ہو پیشِ نظر، نام نامی لبوں پر ہو قدموں پہ سر

سلام

مصطفےٰ جانِ عالم پہ لاکھوں سلام
فخرِ اولادِ آدم پہ لاکھوں سلام

خلق میں جس سے کوئی مکرم نہیں
اس نبیِ مکرم پہ لاکھوں سلام

دونوں عالم میں انکی ہی ہے روشنی
شمعِ بزمِ دو عالم پہ لاکھوں سلام

حشر تک ہے درِ فیض جن کا کھلا
ان کے فیضانِ پیہم پہ لاکھوں سلام

عاشقوں کے ہیں دل جن میں اٹکے ہوئے
پیاری زلفوں کے اس خم پہ لاکھوں سلام

غم میں امت کے روتی تھی اکثر
پیاری اس چشمِ پرنم پہ لاکھوں سلام

معترف جس کی سچائی کے تھے عدو
ایسے صدقِ مجسم پہ لاکھوں سلام

جس نے انساں کو بخشا مقامِ بلند
ایسے انسانِ اعظم پہ لاکھوں سلام

اُن کی خاطر بنائے گئے دو جہاں
وجہِ تخلیقِ عالم پہ لاکھوں سلام

بے کس اصغرؔ کا ان کے سوا کون ہے
اس کے ہمدرد و ہمدم پہ لاکھوں سلام

مناجات

کیوں ہم اس بات پر یقیں نہ کریں
جب کسی اور کا نہیں ہے یہ قول
ہے الٰہی نظام کا دستور
حق و باطل میں فرق کرتا ہے
ہے ذریعہ نجات و بخشش کا
اس پہ عامل رہے اگر ہر دم
دامِ ابلیس میں نہ آئے گا
حق سے الفت کا جس کو دعویٰ ہے
اس کو قرآں سے عشق ہوتا ہے
ہیں فضائل شمار سے باہر
کچھ اسی سے لگاؤ اندازہ
پا کے قرآن پاک سے نسبت
شب وہ بہتر ہزار ماہ سے ہے
لیکن ایسی کتاب کو افسوس
چھوڑ بیٹھے ہیں جب سے ہم یہ کتاب
بن چکے ہیں شہر تک قسمت کے

اے عظیم و رحیم و کریم و قدیر
اے کہ تو ہے رگِ جان سے بھی قریب
تو ہی سنتا ہے دکھتے دلوں کی پکار
بیکسوں کی ضعیفوں کی فریاد سن
تیرے دربار میں ہاتھ اٹھائے ہوئے
کس سے مانگیں بتا تو ہی تیرے سوا
صاحبِ قاب قوسین کا واسطہ
جس پہ چلتے رہے اولیاء انبیاء
اے خدا خاتمہ کر ہمارا بخیر
اپنے گھر کو بلا کر ہمیں شاد کر
اپنے پیارے پیمبر کا روضہ دکھا
سنگِ اسود ہمیں چومنا ہو نصیب
ہر عمل ہم کریں پورے اخلاص سے
اپنا اور اپنے محبوب کا عشق ڈال
عشقِ احمد میں آئے نہ کوئی کمی
اُن کی الفت سدا دل میں پلتی رہے

یا الٰہی ہمیں ذکر کا شوق دے — تیرے قرآں میں فکر کا ذوق دے
کر بزرگانِ دیں کی محبت عطا — ہم کو بھی ان کے نقشِ قدم پر چلا
اے خدا درد کا سب کے درماں کر — اے خدا مشکلیں سب کی آساں کر
جو ہیں بیمار کر ان کو صحت عطا — جن کے قرضے ہیں کر ان کے قرضے ادا
جو مسافر ہیں پہنچا دے ان کو وطن — دور کر بے سہاروں کے رنج و محن
جو ہیں بے کار ان کو دلا روزگار — رزق ہے تیرے ہی ہاتھ پروردگار
مومنوں میں محبت دے اور اتفاق — دور کر دے دلوں سے حسد اور نفاق
بول بالا ہو عالم میں اسلام کا — تیرا اور تیرے محبوب کے نام کا
مر گئے جو انہیں بخش دے اے کریم — نیک توفیق زندوں کو دے اے رحیم
سارے بچوں بڑوں کو نمازی بنا — تو مجاہد بنا ہم کو غازی بنا
سر کٹائیں ہم اپنا تری راہ میں — جان بھی اپنی دیدیں تری چاہ میں
پھر مسلماں کو عالم میں ممتاز کر — دین و دنیا میں ہم کو سرافراز کر

اے خدا یہ دعا کر ہماری قبول
بہ طفیلِ رسول و آلِ رسول

فضائلِ قرآن مجید

ہے خدائے کریم کا احسان — ہم کو بخشی جو دولتِ ایمان
اس کی رحمت کا کیا ادا ہو شکر — خامہ عاجز ہے اور گنگ زبان
اس کی کیا کیا ہیں نعمتیں ہم پر — دیکھ لو پڑھ کے سورۂ رحمان
فضل سے ہم کو وہ نبی بخشا — سارے نبیوں کا جو کہ ہے سلطان
رہبری کے لئے قیامت تک — اس نے ہم کو عطا کیا قرآن
خوش نصیبی ہے وہ کتاب ملی — جس کا جاری ہے حشر تک فیضان
علم و حکمت کا یہ خزینہ ہے — اس کی قیمت نہیں ہے دو جہان
ایک اک حرف اس کا موتی ہے — ایک اک حرف لولوء و مرجان
ہر مرض کے لئے دوا ہے یہ — ہے ہر اک درد کے لئے درمان
اس میں رحمت بھی ہے شفا بھی ہے — پڑھ کے تو دیکھئے ذرا قرآن
حق تعالیٰ کو ہے یہ سب سے عزیز — کیوں نہ ہم بھی رکھیں عزیز از جان
ہے یہ پیارے رسول کا ارشاد — ہے یہ قول پیمبرِ ذیشان
زنگ دھوتی ہیں دل کا دو چیزیں — ذکرِ موت اور تلاوتِ قرآن
اس سے بڑھتی ہے خیر اور برکت — جب پڑھا جاتا ہے کہیں قرآن
آتے ہیں اس جگہ ملائک بھی — بھاگتے ہیں وہاں سے سب شیطان

نہیں جس دل میں کچھ کلام پاک
گویا وہ دل ہے ایک گھر ویران

نہیں جس بستی میں کوئی حافظ
اس سے اچھا کہیں ہے قبرستان

ہے تلاوت نماز میں افضل
ناظرہ میں بھی کچھ نہیں نقصان

ہے نگہ کے لئے بہت ہی مفید
دیکھ کر گر کوئی پڑھے قرآن

یہ شفاعت کریگا قاری کی
پیشِ حق بن کے حجت و برہان

تھا یہی تو سبک پڑھتے تھے
اپنے اسلاف روز و شب قرآن

پورا قرآن اک دوگانے میں
پورا کرتے تھے حضرت عثمان رض

اکثر اوقات ایک ہی شب میں
ختم کر ڈالے شہِ جیلان رح

بعض ایسے بزرگ گزرے ہیں
ختم کرتے تھے روز دو قرآن

سال میں ہم ایک بھی نہ پڑھیں
ہے نعمت کا کس قدر کفران

ہاں مگر اس کا بھی خیال کریں
اس طرف بھی ذرا کریں کچھ دھیان

کسی انسان کی یہ نہیں تصنیف
کسی شاعر کا یہ نہیں، دیوان

ہے یہ خلاقِ دو جہاں کا کلام
یہ رہے دھیان پڑھنے کے دوران

سارے آداب کو رکھیں ملحوظ
ورنہ حاصل نہ ہوگا کچھ فیضان

اس کو صحت کے ساتھ گر نہ پڑھیں
اس سے حاصل نہیں ہے جز نقصان

بعض قاری ہیں ایسے پڑھتے ہیں
ان پہ کرتا ہے لعنتیں قرآن

ٹھیک پڑھنے کی رب دے توفیق
شوق تجوید سب کو دے سبحان

بخشی جاتی ہیں اس کی سات پشت
حفظ جس شخص نے کیا قرآن

قول یہ ریب و شک سے بالا ہے
اس میں کچھ جھوٹ کا نہیں امکان

کیوں ہم اس بات پر یقیں نہ کریں — کس طرح سے نہ اس پہ ہو ایقان
جب کسی اور کا نہیں ہے یہ قول — ہے رسولِ امیں کا یہ فرمان
ہے الٰہی نظام کا دستور — ضابطہ ہے حیات کا قرآن
حق و باطل میں فرق کرتا ہے — اس لئے اس کو کہتے ہیں فرقان
ہے ذریعہ نجات و بخشش کا — سب ہدایت کا اس میں ہے سامان
اس پہ عامل رہے اگر ہر دم — پھر بھٹکنے نہ پائے گا انسان
دامِ ابلیس میں نہ آئے گا — اس پہ قابو نہ پائے گا شیطان
حق سے الفت کا جس کو دعویٰ ہے — اس پہ لازم ہے الفتِ قرآن
اس کو قرآں سے عشق ہوتا ہے — سچے مسلم کی ہے یہی پہچان
ہیں فضائل شمار سے باہر — کیا سکت مجھ میں کر سکوں جو بیان
کچھ اسی سے لگاؤ اندازہ — اس سے سمجھو فضیلتِ قرآن
پا کے قرآن پاک سے نسبت — بڑھ گیا رتبۂ مہِ رمضان
شب وہ بہتر ہزار ماہ سے ہے — جس میں نازل کیا گیا قرآن
لیکن الٰہی کتاب کو افسوس — بھول بیٹھے ہیں ہائے ہم نادان
چھوڑ بیٹھے ہیں جب سے ہم یہ کتاب — ہم ہوئے جب سے تارکِ قرآن
بن چکے ہیں شریکِ قسمت کے — ذلت و یاس و پستی و حرمان
پھر بھی اتنا ضرور کہتا ہوں — اب بھی دل میں ہے الفتِ قرآن
اب بھی پڑھنے کا شوق باقی ہے — اب بھی ہے حفظ کی طرف رجحان
ہر جگہ پائے جاتے ہیں حفاظ — ہو عرب یا عجم کہ ہندوستان

ان سے خالی نہیں بحمد اللہ — فارس و شام و ترکی ایران
ان کی ہو جاتی ہے بہار شروع — جب نظر آتا ہے مہ رمضان
ساری چھوٹی بڑی مساجد میں — اس مہینے میں سنتے ہیں قرآن
سننا پڑھنے ہی کے برابر ہے — یہ بھی اللہ کا ہے اک احسان
سب کی عرصہ سے یہ تمنا تھی — آئیں اس جا بھی حافظ قرآن
شہر کی اس قدیم جامع میں — سب تراویح میں سنیں قرآن
تاکہ ساری نحوستیں ہو دور — سال بھر ہو نصیب امن و امان
رزق اور مال میں ترقی ہو — دل کو فرحت ہو اور اطمینان
للہ الحمد ہو گیا پورا — سال حال سب کا یہ ارمان
خوش نصیبی سے مل گئے عمار — حافظ اور قاری ہیں خوش الحان
اتنی چھوٹی سی عمر اور حافظ — دیکھنے والے سارے تھے حیران
بصد صحت و بصد خوبی — آپ نے ختم کر لیا قرآن
آج دستار بندی ہے ان کی — آج ہے جلسہ ختم القرآن
نوجواں ہیں وہ قابل تعریف — محنتوں کا ہے جن کی یہ فیضان
تھی عزیز رجال کی خواہش — غوث جیلانی کا بھی تھا ارمان
کی ہیں ان سب نے کوششیں پیہم — اپنے اوقات کو کیا قربان
محنتیں بار ور ہوئیں ان کی — ان کا تکمیل ہو گیا ارمان
کشتی اپنی لگی کنارے سے — راہ میں آئے گو کئی طوفان
چھوٹے حافظ کی سعی کو بھی ہم — دیکھتے ہیں بنظر استحسان

دے خدا ان کی عمر میں برکت ‏ ‏ ان کو اپنا عطا کرے عرفان
صحت اور عافیت سے ان کو رکھے ‏ ‏ شر سے ان کو دلائے امن و امان
ان کے دو چھوٹے بھائی حافظ ہیں ‏ ‏ اور حافظ ہیں ان کے ابا جان
ان کے تایا بھی اور دادا بھی ‏ ‏ فضلِ حق سے ہیں حافظِ قرآن
تایا حضرت یہاں یہ ہیں موجود ‏ ‏ اور جلسہ کے خاص ہیں مہمان
یہ گھرانا ہے لائقِ صد رشک ‏ ‏ یہ گھرانا ہے واقعی ذی شان
یہ گھرانا ہے لائقِ تقلید ‏ ‏ بچہ بچہ ہے حافظِ قرآن
اس گھرانے سے لیں سبق ہم کو ‏ ‏ حفظ کروائیں بچوں کو قرآن
عام ہے ہم میں دنیوی تعلیم ‏ ‏ دینی تعلیم کا ہی ہے فقدان
اس طرف بھی ذرا توجہ دیں ‏ ‏ اس طرف بھی ذرا دھریں کچھ کان
اپنے بچوں کی ذمہ داری سے ‏ ‏ ہو نہیں سکتے غافل اور انجان
دینی تعلیم میں کریں امداد ‏ ‏ قوم میں اپنی، جو بھی ہیں دھنوان
کیا ضروری ہے چار دن کیلئے ‏ ‏ بنگلہ ہم بنائیں عالیشان
مال و دولت کو یوں تباہ کریں ‏ ‏ آخرت میں بھی مول لیں خسران
زندگی تو گزر ہی جاتی ہے ‏ ‏ جھونپڑی ہو کہ یا کوئی میدان
فانی دنیا کی آرزو کب تک ‏ ‏ فانی دنیا کا تا بہ کے ارمان
سو برس بھی جیئیں تو مرنا ہے ‏ ‏ یاد رکھ کل من علیہا فان
قبر میں سب کو جا کے سونا ہے ‏ ‏ کوئی رستم ہو یا کوئی خاقان

موت سب سے بڑی حقیقت ہے — زندگی خود ہے موت کا اعلان
جو ہمیشہ کی زندگی ہے دورت — اس طرف کا بھی چاہیئے کچھ دھیان
آخرت کی بھی چاہیئے کچھ فکر — آخرت کا بھی چاہیئے سامان
حشر میں کچھ نہ کام آئے گا — دولت و حسن و جاہ و عز و شان
کام آئیں گے صرف نیک اعمال — سارا رہ جائے گا یہیں سامان
کام روزہ نماز آئیں گے — کام آئے گا حشر میں قرآن
کام آئے گا صدقہ و خیرات — کام آئے گی دولت ایمان
روز و شب یہ دعا ہے اصغر کی — ہم کو توفیق نیک دے سبحان
آخرت کو سنوار لیں ہم لوگ — آخرت کا بھی کچھ کریں سامان
کچھ تو اس کا لحاظ و پاس کریں — حق سے باندھا ہے ہم نے جو پیمان

ہو نہ محشر میں اپنی رسوائی
فضل سے ہم کو بخش دے رحمٰن

زندۂ جاوید

پسرِ شیرِ خدا سبطِ پیمبر ہیں حسینؑ — چمنِ فاطمہ زہرا کے گلِ تر ہیں حسینؑ
دینِ حق پشت پنہ دین کے یاور ہیں حسین — صبر کے شکر کے اور حلم کے پیکر ہیں حسینؑ
اک نئے ڈھنگ سے یوں مدحتِ شبیر کروں
گویا قرآن کے آیات کی تفسیر کروں

جتنے اصحاب تھے ان کے رفقا ہیں شامل — مہر الفت کے اطاعت کے وفا کے حامل
استقامت میں، شجاعت میں وفا میں کامل — زہد و تقویٰ میں یگانہ تھے تو دیں پر عامل
حسنِ اخلاق کے بے مثل نمونے کہیے
یا صورتِ انساں میں فرشتے کہیے

ذاکرا ایسے شبِ عاشور بھی محوِ نماز — رات بھر خالقِ اکبر سے رہا راز و نیاز
اف رے ہم شکلِ پیمبر کی اذاں کا اعجاز — سوز و آواز میں ایسا کہ کلیجے ہوں گداز
تازہ ایمان ہر اک صاحبِ ایمان کا ہو جائے
کوئی کافر بھی جو سن لے تو مسلماں ہو جائے

تھے مصیبت میں مگر شکر لبوں پر جاری — دل میں تقدیس زباں پر تھی حمدِ باری
فوجِ اعدا میں ادھر قتل کی ہے تیاری — بہرِ امت ہے یہاں شب میں دعا و زاری
داخلِ باغِ ارم امتِ عاصی ہو جائے
نارِ دوزخ سے خدا سب کی خلاصی ہو جائے

دل میں جب تیروں سے تلواروں سے ہم ہوں گھایل
پیاس میں دل بھی نہ پانی کی طرف ہوں مایل
جان دینے میں نہ بچوں کی ہو الفت حایل
اے خدا صبر و عزیمت کے ہیں تجھ سے سایل
کچھ شکایت نہ دمِ ذبح زباں پر لائیں
ہم کو توفیق دے ہنس ہنس کے گلے کٹوائیں

ایسے عابد کہ پڑھی وقتِ شہادت بھی نماز
آئے مقتل میں بھی وہ یادِ الٰہی سے نہ باز
وہ قیام اور وہ سجدے وہ رکوع کا انداز
وہ تضرع وہ تخشع وہ تجمّل وہ نیاز
دیکھے دنیا نے شہید ایسے نہ غازی ایسے
پھر نہ پیدا ہوئے دنیا میں نمازی ایسے

کیا کرے ان کے مراتب کا کوئی اندازہ
خاکِ پا حوریں ملیں رخ پہ سمجھ کر غازہ
ان کے اوصاف کا خوش صوتوں میں ہے یہ آوازہ
یاد ہے ان کی سدا دل میں ہمارے تازہ
فلکِ ناموری کے مہ و خورشید ہوئے
راہِ حق میں جو مرے زندۂ جاوید ہوئے

آہ کیا حال تھا اللہ کے ان پیاروں کا
خوف تھا بھوک تھی نقصان بھی تھا جانوں کا
گریہ زاری طریقہ نہیں بے باکوں کا
شکوہ شیوا نہیں تسلیم و رضا والوں کا
امتحاں جتنے لیے حق نے شہِ والا کے
للہ الحمد کہ ہر ایک میں پورے اترے

ہیں گھرے فوجِ یزیدی میں شہِ عرش سریر
فوج ایسی ہے کہ لاکھوں کا ہے انبوہ کثیر
کسی ہاتھ میں پتھر تو کسی ہاتھ میں تیر
لیے پھرتا ہے کوئی نیزہ تو کوئی شمشیر
سب کو یہ فکر ہے شبیر کا سر ہاتھ لگے
چاہے ایمان چلا جائے پہ سر ہاتھ لگے

یوں تو مہمان نوازی ہے عرب کی مشہور　　کربلا میں تھے مگر آلِ نبی جب مجبور
پانی ان کو نہ دیا کھانے کا کیا ہے مذکور　　دل میں بدبختوں کے باقی نہ تھا ایمان کا نور
چار دن پیاس سے شہزادوں کو بیتاب کیا
آبِ شمشیر سے آخر انہیں سیراب کیا

یوں لٹا احمدِ مرسل کے نواسے کا گھر　　نہ تو سامان ہے باقی نہ کوئی زر زیور
نہ کوئی دوست نہ غمخوار نہ کوئی یاور　　نہ کوئی قوت بازو نہ برادر نہ پسر
کوئی قربانی مجاہد نے نہ باقی چھوڑی
راہ مولا سے کسی وقت نہ گردن موڑی

سرو کی طرح سے قامت میں اگر تھا کوئی　　گلشن فاطمہ زہرا کا شجر تھا کوئی
ماں کے ارمانوں کا پالا گل تر تھا کوئی　　باپ کے نخلِ تمنا کا ثمر تھا کوئی
کیا ہی سرسبز چمن بادِ خزاں نے لوٹا
پتا پتا ہوا تاراج تو بوٹا بوٹا

سب گنوا کر ہوا سرسبز ید اللہ کا لال　　باغ زہرا کا لٹا کر ہوئے شبیر نہال
نہ کوئی غم نہ کسی کی رنجش، نہ ملال　　تھا سدا خالق و مالک کی رضا ہی کا خیال
وہ کیا صبر تھا، کیا حلم تھا اللہ اللہ
اور کچھ منہ سے نہ نکلا بجز انا للہ

جب مصائب سے تکالیف سے دوچار ہوئے　　بادۂ تلخیٔ ایام سے سرشار ہوئے
پھر بشاراتِ الٰہی کے وہ حقدار ہوئے　　سب کی صلوٰۃ کے رحمت کے سزاوار ہوئے
تھے ہدایت پہ تو کہلائے امامِ آفاق
ہو گئے آیتِ قرآن کے پورے مصداق

پیامِ کربلا

حسین وسعتِ دل میں سما نہیں سکتے — حسین دامِ تخیل میں آ نہیں سکتے
خدا رسول ہی جانیں حسین کا رتبہ — کوئی حسین کا رتبہ بتا نہیں سکتے
لہو سے سینچی ہے نانا کے دین کی کھیتی — حسین ہم ترا احساں بھلا نہیں سکتے
حسین کا ہے جو احسان ساری امت پر — ہم اس کے بار سے گردن اٹھا نہیں سکتے
جو چھ مہینے میں پائی جناب اصغر نے — نظیر ایسی شہادت کی لا نہیں سکتے
جو قتلِ شاہ کے دھبے ہیں ان کے دامن پر — یہ کوئی حشر تلک بھی مٹا نہیں سکتے
وہ کیا پئیں گے شفاعت کے جام محشر میں — جو تشنہ کام کو پانی پلا نہیں سکتے

ق
یہ آ رہی ہے صدا خاکِ کربلا سے ابھی — ہم اس پیام کو ہرگز بھلا نہیں سکتے
جنھیں صداقت و ایمان و حریت ہو عزیز — وہ سر کٹاتے ہیں گردن جھکا نہیں سکتے
وہ جس کے دل میں شہادت کا شوق اٹھتا ہو — اسے ہجومِ مصائب ڈرا نہیں سکتے
خدا رسول کی مرضی میں جس کی مرضی ہو — زباں پہ حرفِ شکایت کبھی لا نہیں سکتے
شہید خوں سے بنائیں جو حریت کے نقوش — وہ حادثاتِ زمانہ مٹا نہیں سکتے

ق
یہ کہہ رہا ہے شہیدانِ کربلا کا لہو — وہ کیا جئیں گے جو جانیں کھپا نہیں سکتے
جو اپنے عزت و عظمتِ دین کی خاطر — لہو میں، آگ میں، خوں میں نہا نہیں سکتے

جڑیں وہ کاٹیں گے کیا کفر و شرک و باطل کی
خدا کی راہ میں جو سر کٹا نہیں سکتے
وہ کر سکیں گے بھلا حق کا بول بالا کیا
جو حق کے واسطے جانیں لڑا نہیں سکتے
وہ کر سکیں گے بھلا باغِ دین کیا سرسبز
جو اپنے خون کو پانی بنا نہیں سکتے
کوئی نہ پائے گا ان سے نشانِ منزل کا
وہ تارے بن کے کبھی جگمگا نہیں سکتے

امام زندہ ہے اور ان کا نام زندہ ہے
جو کربلا میں دیا تھا پیام زندہ ہے

پایا ہے جو تو نے سب وہ کھونا ہوگا
آغوشِ لحد میں جا کے سونا ہوگا
حُبِّ زر و مال و جاہ رکھنے والے
ان چیزوں سے تجھ کو ہاتھ دھونا ہوگا

پیمانۂ زندگی کو بھرنا ہے تجھے
اور جامِ قضا بھی نوش کرنا ہے تجھے
اے حرص میں سیم و زر کی جینے والے
سب چھوڑ کے اک روز مرنا ہے تجھے

کیوں شام و سحر اشکوں سے منہ دھوتا ہے
منہ ڈھانپ کے کیوں آٹھ پہر روتا ہے
رہ شیوۂ تسلیم و رضا پر قائم
ہوتا ہے جو تقدیر میں وہ ہوتا ہے

تعلیم کے ایوان سجانے والو
تہذیبِ نوی سب کو سکھانے والو
انسان کو حیوان بنا کر چھوڑا
حیوان کو انسان بنانے والو

اٹھو سحری کرو

کیا مبارک مہینہ ہے رمضان کا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو
نعمتوں کا خدا کی کرو حق ادا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

کیسا اللہ نے ہم پہ احساں کیا، اپنی محبوب امت میں پیدا کیا
خیر امت ہے ہم کو مخاطب کیا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

ہاتھ پاؤں اسی کے ہیں بخشے ہوئے تندرستی اسی کی عطا کی ہوئی
فضل کی اس کے کوئی نہیں انتہا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

دن میں روزے رکھو، شب میں سجدے کرو، خوب اور رو کے مالک کو راضی کرو
اور کیا چاہیئے وہ اگر خوش ہوا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

اس مہینے کے اعمال مقبول ہیں، ایک نیکی کے بدلے ملیں سات سو
خوب قرآں پڑھو اور مانگو دعا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

ہے ہزاروں مہینوں سے بہتر جو شب وہ شب قدر بھی ہے اسی ماہ میں
جاگو راتوں میں، اس شب کو ڈھونڈو ذرا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

اس مہینے کی مقبول گھڑیوں میں تم جب کبھی، ہاتھ اٹھاؤ دعا کیلئے
عاصی اصغر کو بھی یاد رکھو ذرا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

الوداع اے شہرِ رمضاںؑ

الوداع اے شہرِ رمضاں الوداع
الوداع اے ماہِ ذیشاں الوداع
الوداع اے ماہ یزداں الوداع
الوداع اے ماہِ قرآں الوداع

اس مہینے کو کیا حق نے قبول
اور قرآں کو کیا اس نے نزول
کرتے تھے تکریم اس مہ کی رسول
جب گذر جاتا تو ہوتے تھے ملول

اے شفیع جرم و عصیاں السّلام
ماہِ حسناتِ فراواں السّلام
کہتے ہیں با چشمِ گریاں السّلام
کہتے ہیں با سینۂ بریاں السّلام

اب کہاں سنتا ہے وہ قرآں کا
اب کہاں تسبیح و تہلیل و دعا
اب کہاں تحمید حمدِ کبریا
اب کہاں وہ زمزمہ تکبیر کا

ہم نے تیرا مرتبہ جانا نہیں
تیرا رتبہ ہم نے پہچانا نہیں
حکم کو اللہ کے مانا نہیں
یہ نہ سوچا مر کے پھر آنا نہیں

آہ کوئی دم کا تو مہمان ہے — دل جدائی سے تری بے جان ہے
یہ ہمارا درد بے درمان ہے — جلد تو آئے یہی ارمان ہے

الفراق اے ماہِ رمضاں الفراق — تیری فرقت ہے نہایت ہم پہ شاق
تیرے آنے کا رہے گا اشتیاق — تجھ سے پھر ملنے کا ہووے اتفاق

آئیو پھر آئیو پھر آئیو — ساتھ اپنے برکتیں پھر لائیو
پھر یوں ہی ہم پہ کرم فرمائیو — ہم گنہگاروں کو پھر بخشائیو

جلد بھیجے تجھ کو پھر ربِ انام — پھر زمانے میں ہو تیرا فیض عام
الوداع پڑھتے رہے ہیں ہم مدام — زندگی ہو تو پڑھیں پھر سلام

اپنے بستر سے مسلماں تو اٹھو — آخری روزے ہیں یہ روزے رکھو
چھوڑ دو اپنی یہ غفلت چھوڑ دو — ذکر اور تسبیح اللہ کی کرو.

اچھی باتیں

اچھی باتیں میں بتاؤں ادھر آؤ بچو
کام آئیں گی تمہیں سن کے تو جاؤ بچو!

کچھ بھی حاصل نہیں جینا ہے اگر بے مقصد
آؤ دنیا میں تو کچھ کر کے دکھاؤ بچو!

اس سے بڑھ کر کوئی دنیا میں نہیں ہے دولت
وقت کو اپنے نہ بیکار گنواؤ بچو!

رکھو کپڑوں کی کتابوں کی صفائی کا خیال
صاف ستھرے رہو ہر روز نہاؤ بچو!

وقت پر کر لو جماعت سے ادا فرض نماز
گھر کو اللہ کے تم شوق سے جاؤ بچو!

اچھے لڑکوں کے رہو ساتھ پڑھو اور کھیلو
ہاں برے لڑکوں کو ساتھی نہ بناؤ بچو!

گالیاں بک کے گلی کوچوں میں بیہودہ سی
اپنے ماں باپ کی عزت نہ گنواؤ بچو!

صبح اٹھتے ہی کرو اپنے بزرگوں کو سلام
ان کا کہنا سنو ان کو نہ ستاؤ بچو!

وقت ہوتا ہے تباہ ہوتے ہیں اخلاق خراب
سینما دیکھنے بھولے سے نہ جاؤ بچو!

تم کو اللہ نے بخشا ہے اگر مال و منال
بھول کر بھی نہ کبھی فخر جتاؤ بچو!

جتنا معلوم ہے اوروں کو بتاتے جاؤ
تم نے جو سیکھا ہے اوروں کو سکھاؤ بچو!

ہاں اخبار پڑھو علم بڑھاؤ اپنا
ریڈیو پر کبھی گانا نہ بجاؤ بچو!

حمد اللہ کی تم گاؤ سناؤ نعتیں
فلمی گانے نہ کبھی بھول کے گاؤ بچو!

بیٹھ کے کھاؤ پیو بیٹھ کے پانی ہر دم
بدتمیزی سے کھڑے ہو کے نہ کھاؤ بچو!

لا کے بازار سے کچھ چیز اکیلے مت کھاؤ
بھائی بہنوں کو بھی تم ساتھ کھلاؤ بچو!

کام کی لکھی ہے کیا پیاری عزیز احمد نے
دیکھیں شاباش زبانی تو سناؤ بچو!

مسلم بچے کی دُعا

اب دعا کرتا ہوں میں ہاتھ اُٹھا کر یا رب
دین و دنیا کی بھلائی تو عطا کر یا رب

علم کی شمع کا پروانہ بنانا مجھ کو
جہل کی راہ سے ہر وقت بچانا مجھ کو

سارے احکام شریعت کے بجا لاؤں میں
خدمتِ خلق کروں تیری رضا پاؤں میں

ہو مرا کام فقط تیری اطاعت کرنا
تیرے بندوں کی ترے دین کی خدمت کرنا

دل مرا دولتِ ایماں کا خزینہ ہو جائے
نورِ توحید سے روشن مرا سینہ ہو جائے

نورِ اسلام سے دنیا میں اُجالا کر دوں
سارے عالم میں اسی دین کو بالا کر دوں

○

اس دہر میں سب کو آتے جاتے دیکھا
لاتے دیکھا نہ لے کے جاتے دیکھا

آنے والے کو جاتے دیکھا لیکن
جانے والے کو پھر نہ آتے دیکھا

بچوں سے

محنت کرو تو پاؤ گے اس کا ضرور پھل
محنت سے ساری مشکلیں ہونگی تمہاری حل

جو کام آج کرنا ہے کل پر نہ چھوڑ دو
ہے وقت قیمتی کرو ضائع نہ ایک پل

جب گفتگو کرو تو کرو احتیاط سے
یہ یاد رکھو بات نہ ہو کوئی بے محل

ماحول کی خرابی سے محفوظ یوں رہو
پانی میں جیسے رہ کے بھی بھیگا نہیں کنول

سمجھو غنیمت اور کبھی بیکار مت گنواؤ
یہ تو جوانی دھوپ ہے جاتی ہے جلد ڈھل

تم کو بھلائی کرنے سے روکے اگر کوئی
سمجھو کہ ہے دماغ میں اس کے کہیں خلل

کوشش اگر کرو تو ہر اک کام ہو سکے
لیکن یہ شرط ہے کہ ارادہ رہے اٹل

باتیں ہیں ساری کام کی اشعار بھی ہیں خوب
جھٹ پٹ سے یاد کر لو تم اصغر کی یہ غزل

مستِ مئے نخوت پہ ہنسی آتی ہے
اِس شان پہ شوکت پہ ہنسی آتی ہے

بندہ ہے مگر خود کو سمجھتا ہے خدا
اس طرفہ حماقت پہ ہنسی آتی ہے

نوجوانوں سے

مرے دوستو اے مرے نوجوانو، غلط راہ جانے کی کوشش نہ کرنا
خدا کی امانت ہے یہ زندگانی، یہ نکتہ بھلانے کی کوشش نہ کرنا
زمانے کے فیشن کی رو میں نہ بہنا، وہی سیدھا سادہ طریقے سے رہنا
بھلا بھلا کر طریقے بزرگوں کے اپنے غلط راہ جانے کی کوشش نہ کرنا
کسی کو کوئی بات ہو وجہ عزت مگر اپنی عزت تو اسلام سے ہے
اسی سے ہے کونین میں کامیابی، یہ نکتہ بھلانے کی کوشش نہ کرنا
شریعت کے جتنے ہیں احکام حق ہیں ہے پوشیدہ ان میں ہماری بھلائی
اگر ان کی حکمت سمجھ میں نہ آئے یہاں لب ہلانے کی کوشش نہ کرنا
جسے کہتے ہیں جاہل کہتے دو چار بال، مگر اصل میں ہے یہ مردوں کا زیور
بلاشبہ چہرے کی رونق ہے داڑھی، اسے تم مٹانے کی کوشش نہ کرنا
نظر آتے ہیں مرد بالکل زنانے، نظر آتی ہیں عورتیں مرد جیسی
عجب ہپیوں کی بھی ہوتی ہے صورت، یہ صورت بنانے کی کوشش نہ کرنا
وہاں تربیت دیتے ہیں عاشقی کی، سبق واں پڑھاتے ہیں آوارگی کا
برائی کے اسکول ہیں سینما گھر، وہاں آپ جانے کی کوشش نہ کرنا
نہایت حسین اور دل کش ہے لیکن، بڑی بے مروت بڑی بے وفا ہے
یہ دنیا نہیں دل لگانے کے قابل، دل اس سے لگانے کی کوشش نہ کرنا

ن تو کرنا کسی سے بھلائی، مگر بھول کر بھی نہ کرنا بُرائی
نہ لگ جائیں آہیں کسی دل جلے کی، کسی کو ستانے کی کوشش نہ کرنا

ں ماں باپ راضی تو جنت ملے گی، اگر وہ ہیں ناخوش تو دوزخ ملے گی
کبھی کر کے ناراض ماں باپ کو تم، جہنم میں جانے کی کوشش نہ کرنا

و علم حاصل، بنو خوب قابل، کرو کام ایسے رہے نام باقی
لی ہے یہ جو زندگانی کی دولت، اسے تم گنوانے کی کوشش نہ کرنا

سنائے ہیں اصغر نے اشعار جو کچھ، بتائی ہیں جو کچھ نصیحت کی باتیں
سدا تم کو کام آئیں گی زندگی میں، انہیں تم بھلانے کی کوشش نہ کرنا

انسان کے آلام پہ رونا آیا — ہستی کے اس انجام پہ رونا آیا
دو دن کی حیات سو برس کے ساماں — اس کاوشِ ناکام پہ رونا آیا

معمر لوگوں سے

جو ہوا ہو چکا اب ہاتھ نہ ملیئے صاحب — در ہے توبہ کا کھلا اب بھی سنبھلیئے صاحب
بال تک رنگ بدل کر ہوئے کالے سے سفید — رنگ ڈھنگ آپ بھی اب اپنا بدلیئے صاحب
بس اسی ایک کو خوش کرنے کی کوشش کیجئے — اپنے معبود کی مرضی ہی پہ چلیئے صاحب
عمر بھر آپ نے ہر سانچے میں ڈھل کر دیکھا — اب تو اسلام کے سانچے ہی میں ڈھلیئے صاحب
کہیے اس رنگ سے اچھا ہے بھلا کونسا رنگ — صبغۃ اللہ کے اب رنگ میں رنگیئے صاحب
ترت کا بھی ذرا دل میں رہے فکر و خیال — خوب دنیا میں بھی گو پھولیئے پھلیئے صاحب
ولی بیداد نہیں دل شکنی سے بڑھ کر — کسی مجبور کے دل کو نہ مسلیئے صاحب
رعب دولت کا امیری کا جما کر اپنی — مونگ سینے پہ غریبوں کے نہ دلیئے صاحب
آپ کو بھی ذرا اس راہ کا اندازہ تو ہو — حق پرستوں کے ذرا ساتھ تو چلیئے صاحب
وعظ منبر پہ سنانا تو بڑی بات نہیں — حق و باطل کے ذرا رن میں نکلیئے صاحب
آپ کے جلنے سے کچھ اس کا بگڑنے کا نہیں — کسی خوش حال کو مت دیکھ کے جلیئے صاحب
بنئے زنہار کسی کے نہ کبھی دست نگر — اپنی محنت ہی کے بل بوتے پہ پلیئے صاحب
آپ بھی فکر ذرا کیجئے اپنی اصغر — جانے آواز یہ کب آئے کہ چلیئے صاحب

زبان کی حفاظت

سلم ہوں، میں نیک انسان بنوں گا — میں ہر حال میں بات اچھی کہوں گا
ی پر میں ہرگز نہ تہمت دھروں گا — نہ غیبت کروں گا نہ گالی بکوں گا
زباں کے گناہوں سے ہر دم بچوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

جذبات کی رو میں ہرگز بہوں گا — میں غصہ میں بے قابو ہرگز نہ ہوں گا
الف کی کڑوی کسیلی سہوں گا — پہ انسانیت کی حدوں میں رہوں گا
سمجھ سوچ کر بات منہ سے کہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

یوں گا تو میں حق کی خاطر جیوں گا — مروں گا تو میں حق کی خاطر مروں گا
یں حق بات کہتے نہ ہرگز ڈروں گا — جو حق بات ہے وہ برابر کہوں گا
غلط بات منہ سے نکلنے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

ہ شیریں کلامی بڑی ایک نعمت — ہے اس میں شکر سے زیادہ حلاوت
اسی سے ہے قائم محبت و الفت — کروں گا اسی سے دلوں پر حکومت
خراج محبت میں ہر اک سے لوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

خدا کی امانت ہے یہ زندگانی نہیں ہے مجھے عمر یوں ہی گنوانی
بڑی ایک نعمت ہے یہ نوجوانی مجھے آخرت بھی ہے اپنی بنانی
یہ باتیں ہمیشہ نظر میں رکھوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

مجھے زندگی میں ملے جو بھی فرصت میں سمجھوں گا اسکو نہایت غنیمت
کروں گا میں اس میں خدا کی عبادت کروں گا میں قرآن کی بھی تلاوت
میں تسبیح و تہلیل کرتا رہوں گا
میں اپنی زبان کی حفاظت کروں گا

زباں مجھ کو بخشی ہے میرے خدا نے میں گاؤں گا حمد خدا کے ترانے
نہیں گاؤں گا میں کبھی فلمی گانے اگر کوئی مجھ سے کہے کچھ سنانے
میں نعتیں سناؤں گا قرآں پڑھوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

زباں بھی ہے میری خدا کی امانت میرا فرض ہے اس میں برتوں دیانت
کسی طرح کی ہو نہ اس میں خیانت کروں گا میں ہر طرح اس کی صیانت
غلط طرح سے اس کو حرکت نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

زباں سے ہی انساں ہے اسلام پاتا زباں سے ہی انساں ہے ایماں گنواتا
زباں سے ہی انساں ہے جنت کماتا زباں سے ہی انساں ہے دوزخ میں جاتا
بچوں گا میں دوزخ سے جنت میں لوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

زباں قعرِ ذلت میں بھی ہے گراتی زباں تختِ عزت پہ بھی ہے بٹھاتی
زباں آدمی کو ہے نیچا گراتی زباں آدمی کو ہے اونچا اٹھاتی
زباں کی حفاظت سے اونچا اٹھوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

زباں سے ہی قائم ہے انساں کی عظمت زباں سے ہے اس کی قدر اور وقعت
اگر اس نے غفلت سے کھودی یہ دولت تو مٹی میں مل جائے گی اس کی عزت
میں عزت کو مٹی میں ملنے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

خداوندِ عالم یہ جتلا رہے ہیں عمل سب ہمارے لکھے جا رہے ہیں
زباں پر جو الفاظ ہم لا رہے ہیں وہ سب ضبطِ تحریر میں آ رہے ہیں
زباں پر بُرا لفظ آنے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کروں گا نہ کفر اور ضلالت کی باتیں کروں گا نہ شرک اور بدعت کی باتیں
کروں گا میں رشد و ہدایت کی باتیں خدا سے ہی ہوں استعانت کی باتیں
اسی کی عنایات کا دم بھروں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کروں گا نہ دولت کی حشمت کی باتیں کروں گا نہ جاہ و حکومت کی باتیں
کروں گا نہ دنیا کی چاہت کی باتیں کروں گا خدا سے محبت کی باتیں
سدا ذکرِ حق سے اسے تر رکھوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

عزیز اقربا اور بھائی برادر ‏ عنایات بچپن سے ہیں جن کی مجھ پر
ملاقاتی اور دوست احباب یاور ‏ ملاقات ہوتی ہے جن سے کہ اکثر
میں سب سے خلوص اور ادب سے ملوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

خدا نے بنائی ہے انساں کی صورت ‏ اسی کی عطا ہے یہ حسن و وجاہت
اسی کی ہے بخشش یہ قد اور قامت ‏ کسی میں جو ہو کچھ کمی اور قلت
میں ہرگز نہ اس کو برا نام دوں گا
میں اپنی زبان کی حفاظت کروں گا

سمجھ بوجھ انساں کی اور مال و دولت ‏ یہ سب ہے خدا کا کرم اور عنایت
کسی کو جو مل جائے وافر یہ نعمت ‏ نہ برتوں گا میں اس سے کوئی رقابت
میں ہرگز حسد کی نہ باتیں کہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

یہ سب پالتو جانور اور حیواں ‏ جو سچ پوچھو ان کے بھی ہیں ہم پہ احساں
یہ ہیں زندگی میں مددگارِ انساں ‏ یہ کر دیتے ہیں جان بھی ہم پہ قرباں
کسی جانور کو میں گالی نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

یہ مضمون قرآں میں حق نے اتارا ‏ مسلمانو ڈینگیں کرو تم نہ مارا
خدا کو یہ حرکت نہیں ہے گوارا ‏ کہ ہو قول کچھ اور عمل کچھ تمہارا
عمل میں بھی لاؤں گا جو کچھ کہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کمانے نہ کھائے گا چھینے کی باتیں — حسد اور نفاق اور نہ کینے کی باتیں
کروں گا سلیقے قرینے کی باتیں — کروں گا میں مکے مدینے کی باتیں
زباں سے عبادت کا میں کام لوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

خدا نے ہر اک کے مراتب بتائے — تخاطب کے ان سے طریقے سکھائے
جو ہو پیش کرنی مجھے اپنی رائے — ہو انداز ایسا کہ ہر دل کو بھائے
مراتب ہمیشہ نظر میں رکھوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

اگر ذکر ہونے لگے اصفیاء کا — جو چھڑ جائے موضوع کچھ اتقیاء کا
بیاں حسنِ سیرت ہو جب اولیاء کا — اگر تذکرہ ہو رہا انبیاء کا
درود اور صلوٰۃ ان پر پڑھوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

ہے اسلاف کی اپنے مجھ پر عنایت — مری زندگی ہے انہیں کی بدولت
کروں گا نہ تنقید کی ان پر جرأت — نہ تنقیص کرنے کی ڈالوں گا عادت
ادب سے بزرگوں کا میں نام لوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

جو ہو جائیں بوڑھے پدر اور مادر — کروں گا سلوک ان سے بہتر سے بہتر
ادب سے کروں بات کندھے جھکا کر — کسی بات پر وہ خفا ہوں جو مجھ پر
میں اف تک زباں سے نہ ہرگز کہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

خدا کے نبی نے یہ دی ہے بشارت
"جو کرتا ہے اپنی زباں کی حفاظت
میں دیتا ہوں جنت کی اس کو ضمانت
میں دلواؤں گا اس کو عقبیٰ میں جنت"

زباں کی حفاظت سے جنت میں لوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

حدیثوں میں ایسی بھی ہے اک روایت
زباں کو یہ کرتے ہیں اعضا نصیحت
نہ کرنا کوئی آج تو ایسی حرکت
کہ جس سے کوئی ہم پہ آجائے آفت

میں آفت نہ ہرگز کوئی مول لوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

بنے خواہ انساں، کتنا ہی قابل
اگر ہو زباں سے ذرا اپنی غافل
زباں پر جو قابو نہ ہو اس کو حاصل
سدا وہ رہے گا پڑھا لکھا جاہل

پڑھا لکھا جاہل نہ ہرگز بنوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کسی کو جو دیکھوں بہ نظرِ حقارت
اگر گالیوں کی کروں میں جسارت
مری ساری تعلیم ہو گی اکارت
مرا علم ہو جائے گا سارا غارت

میں غارت کبھی علم ہونے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

جنھیں پڑھ کے ہو جائے آپس میں نفرت
ہو انساں کو انساں سے پیدا عداوت
پڑھے اور سلیٹوں میں جن سے کدورت
بڑھے اور دل میں شقاوت قساوت

میں ہرگز نہ ایسی کتابیں پڑھوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

جو ظالم کوئی مجھ کو ناحق ستائے روا ظلم رکھے ستم مجھ پہ ڈھائے
کوئی ناسمجھ طیش میں مجھ کو لائے کوئی خواہ کتنا ہی غصہ دلائے
میں جذبات پر اپنے قابو رکھوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

بناؤں گا میں ظرف کو اپنے عالی میں عادت بناؤں گا شیریں مقالی
اگر کوئی ناداں بکے مجھ کو گالی وہ خود ہوگا عزت سے محروم و خالی
پلٹ کر میں پھر اس کو گالی نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

اگر اس زباں سے ستانے لگوں میں اگر ناروا باتیں کہنے لگوں میں
غلط مشورے دوستوں کو جو دوں میں جو غیبت کروں میں جو گالی بکوں میں
تو اس سے یہ بہتر ہے بن جاؤں گونگا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

نوازش یہ ہے مجھ پہ میرے خدا کی مجھے بات کرنے کی طاقت عطا کی
کروں گا نہ باتیں فریب اور دغا کی مری گفتگو ہو نہ مکر و ریا کی
زباں سے کسی کو میں دھوکا نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

نہ سیکھوں کسی طرح کی جعل سازی کروں گا نہ گلیوں میں دشنام بازی
کسی پر کروں گا نہ تہمت طرازی بناؤں گا اپنے کو میں سچ کا غازی
کبھی جھوٹ منہ سے نکلنے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کیا ہے یہی میں نے دل میں ارادہ
تکلف نہ باتوں میں برتوں زیادہ
مری گفتگو ہو کھری اور سادہ
اگر میں کسی سے کروں کوئی وعدہ
تو وعدہ پہ میں اپنے قائم رہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کسی سے کروں میں جو وعدہ خلافی
بھرم اس سے کر جائے گا میرا کافی
اگر بعد میں مانگ بھی لوں معافی
تو ممکن نہیں ہے بھرم کی تلافی
بھرم اس زباں کا میں جانے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

زباں پر نہ لاؤں گا باتیں پرائی
نہ ہونٹوں پہ آئے کسی کی برائی
کروں گا کسی دم اگر لب کشائی
ہو مقصود خلق خدا کی بھلائی
برا اس سے ہرگز نہ کچھ کام لوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

نہ ہو ٹوہ اور جستجو میرا شیوہ
کسی کا کروں گا نہ میں راز افشا
کسی کی شکایت کروں گا نہ شکوہ
گھٹانے کی کوشش کروں گا نہ رتبہ
کسی کے نہ میں عیب کہتا پھروں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کروں گا وہ اخلاق و کردار پیدا
کہ ہو جس سے ماں باپ کا نام اونچا
کروں گا نہ اپنوں کی عزت کا سودا
کروں گا نہ گھر کا کوئی راز افشا
نجی بات کوئی نہ باہر کہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کروں گا نہ حرکت کہیں کوئی بیجا　　کہ ہو جاؤں ہر سمت بدنام و رسوا
کبھی کوئی جملہ کہوں گا نہ اوچھا　　کہ لوگوں کی نظروں میں گر جاؤں بیجا
میں عزت کا اپنی محافظ بنوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کہیں جس سے آپس میں بڑھ جائے جھگڑا　　کہیں کچھ مصیبت کسی پر ہو برپا
کہیں پھڑک جائے فتنوں کا شعلہ　　کہیں ہو برا بندگانِ خدا کا
زباں سے نہ بات ایسی کوئی کہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کسی پر کروں گا نہ لعنت ملامت　　نہ میں طنز کرنے کی ڈالوں گا عادت
بڑے نرم لہجے میں دوں گا نصیحت　　جو دیکھوں کہیں ناپسندیدہ حرکت
میں شائستہ انداز میں ٹوک دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

اگر گفتگو نرم ہو ہر کسی سے　　نہیں مجھ کو اندیشہ شر کسی سے
رہوں حق پہ قائم تو کیا ڈر کسی سے　　مگر دشمنی مول لے کر کسی سے
بلا وجہ کوئی بلا سر نہ لوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کہیں دوستوں کی جو محفل جمی ہو　　بہت لے تکلف ہنسی دل لگی ہو
کسی شخص کی بات بھی چھڑ گئی ہو　　شکایت اگر اس کی کچھ ہو رہی ہو
میں اس شغل میں کوئی حصہ نہ لوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کسی کی بُرائی جو ہو غائبانہ
اگر بحث و تکرار ہو جاہلانہ
جو چھڑ جائے موضوع کچھ سوقیانہ
جو ہونے لگے گفتگو عامیانہ
تو محفل سے ایسی فوراً اٹھوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

جو محفل میں کہنے کی ہو کچھ ضرورت
جو مقصود ہو مسئلہ کی وضاحت
کروں گا میں اس طرح واضح حقیقت
کہ ہو سب کو محسوس اسکی صداقت
میں لایعنی باتیں نہ ہرگز کہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

فصاحت کے معیار پر پہلے تولوں
میں شیرینی میں اپنے الفاظ گھولوں
جھڑیں پھول منہ سے میں جو بول بولوں
سنیں غور سے سب زباں جب میں کھولوں
میں موتی بکھیروں گا جب کچھ کہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

ہوں سب میری تقریر سننے پہ مائل
زمانہ ہو حسنِ تکلم کا قائل
کروں گا دلوں کی عداوت کو زائل
کروں گا نہ تیغِ زباں سے میں گھائل
زباں سے کسی کو نہ تکلیف دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

وہ جس سے کہ ہو سننے والوں کو وحشت
وہ جس سے کہ آپس میں کم ہو محبت
وہ جس سے کسی کی گھٹے قدر و قیمت
وہ جس سے کسی کی ہو مجروح عزت
زباں پر وہ الفاظ آنے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا۔

رکھوں گا نہ دل میں کسی سے کوئی کد   کروں گا نہ معقول تجویز کا رد
کسی کی کروں گا نہ تعریف بے حد   کسی کی کروں گا نہ بے جا خوشامد
جو دل میں ہے اپنی زباں سے کہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

نہ بولوں گا بے موقع اور بے ضرورت   میں سمجھوں گا موقع کی پہلے نزاکت
مری بات رکھے جو کچھ قدر و قعت   اگر کارگر ہو سکے کچھ نصیحت
میں الفاظ تولوں گا تب کچھ کہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

نہ بتلاؤں اپنے کو عالم و فاضل   نہ بتلاؤں اپنے کو دانا و عاقل
نہ باتیں بناؤں میں بیکار و باطل   نہ بڑھ چڑھ کے بولوں کسی کے مقابل
میں اپنی حقیقت نظر میں رکھوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

مری گفتگو میں ہو ایسی حلاوت   گراں ہو کسی کو نہ میری نصیحت
بناؤں گا میں نرم اپنی طبیعت   بڑے نرم لہجے کی ڈالوں گا عادت
بلند اپنی آواز ہونے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

مری گفتگو میں سراسر ہو حکمت   ہر اک کے لئے ہو لحاظ اور مروت
بڑوں کا ادب ہو تو چھوٹوں پہ شفقت   جو ہم سن ہیں ان کی بھی ہو قدر و قعت
دم گفتگو یہ نظر میں رکھوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

مری گفتگو سے ہو ظاہر شرافت
مری گفتگو سے ہو ظاہر ذہانت
جو ہو گفتگو میں کہیں کچھ ظرافت
نہ ٹپکے کہیں ابتذال اور رکاکت

زباں مبتذل اپنی ہونے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

جو چھڑ جائے محفل میں کچھ بحث و حجت
الاپوں گا ہرگز نہ اپنا ہی دُھرپت
تقاریر سب کی کروں گا سماعت
کروں گا نہ میں بات کہنے میں عجلت

اچانک نہ محفل میں میں بول اٹھوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کسی سے کروں گا نہ تکرار و حجت
نہ میں بحث کرنے کی ڈالوں گا عادت
دلائل سے کردوں گا حق کی وضاحت
نہ منواؤں گا بات اپنی بہ شدت

کسی کم سمجھ کے نہ میں منہ لگوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کبھی خامشی ہے تکلم سے بہتر
بگڑتے ہیں حالات منہ کھولنے پر
اگر ہوں سوالات کچھ فتنہ پرور
جواباً میں رہ جاؤں گا مسکرا کر

جواب ان سوالات کا کچھ نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

اتر آئے جب کوئی کٹ حجتی پر
شکست اپنی ہے مان لینا ہی بہتر
میں چیخوں نہ چلاؤں اس کے برابر
میں غالب نہ آؤں گا اخلاق کھو کر

بلند اپنی آواز ہونے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کوئی رکھ کے دل میں حسد اور عداوت — مرے ساتھ باتوں میں برتے جہالت
کروں گا نہ میں اس سے تکرار و حجت — میں ہٹ جاؤں گا اس جگہ سے بعجلت
میں عزت کو خطرے میں پڑنے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

ہیں دنیا میں ایسے بھی اہل شرارت — لگائی بجھائی ہے بس جن کی عادت
نہ رکھوں گا ایسوں سے میں کوئی صحبت — کروں گا نہ ان کے مشاغل میں شرکت
زباں اپنی آلودہ ہونے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

ہیں دنیا میں ایسے بھی اہل خباثت — پھٹکتی نہیں پاس جن کے شرافت
سدا گالیاں بکنا ہے جن کی فطرت — بتر سانپ بچھو سے ہے جن کی صحبت
میں صحبت سے ایسوں کی ہر دم بچوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

اگر ہے کوئی ترکِ عصیاں پہ مائل — خدا سے اگر ہے معافی کا سائل
کروں گا نہ دل اس کا طعنوں سے گھائل — نہ ہو جاؤں گا اس کی توبہ میں حائل
میں رحمت سے مایوس ہونے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

عقیدہ یہ ہے مستند اور صائب — جو اپنے گناہوں سے ہو جائے تائب
گنہ ہوں گے اعمال نامے سے غائب — بیاں کر کے میں اس کے اگلے معائب
کبھی اس کو شرمندہ ہونے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

جنھیں پڑھ کے انساں میں کردار آئے
بُرا کام کرتے اسے عار آئے
سلیقے سے اندازِ گفتار آئے
اُسے ساری مخلوق پر پیار آئے
میں ایسی ہی اچھی کتابیں پڑھوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

مری گفتگو سے ہو ظاہر مودّت
مخاطب سے اس میں ٹپکتی ہو الفت
ملے سننے والوں کو تسکین و راحت
جو کلفت میں ہیں دور ہو ان کی کلفت
زباں سے کچھ ایسی تسلی میں دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

اکابر ہمارے بزرگانِ ملت
مفسر، محدث، فقیہانِ اُمت
سنبھالے ہوئے ہیں جو ملی سیادت
وہ علما ہوں یا قائدینِ سیاست
میں ہر ایک کا نام عزت سے لوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

ساتھی کہ جو عمر میں ہیں برابر
جو دیکھوں انہیں کچھ غلط راستے پر
تو نرمی سے ہے ان کو سمجھانا بہتر
مبادا کہ کہہ بیٹھیں وہ کچھ پلٹ کر
میں ان کو کوئی ایسا موقع نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

مرے پاس آئے کوئی لے کے حاجت — جو ممکن ہو پوری کروں گا ضرورت
نہ ہو مجھ میں اس کی اگر استطاعت — تو ظاہر میں کرتے ہوئے کچھ ندامت
بھلی بات ہی اپنے منہ سے کہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

جو دوں گا کسی کو تو دوں گا چھپا کر — نہ اعلان کر کے نہ سب کو دکھا کر
نہ پہنچاؤں گا ایذا احساں جتا کر — زباں پر اس احسان کا ذکر لا کر
ثواب اس کا ضائع میں ہونے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

اگر تنگ ہو جائے میری معیشت — تو خرچوں میں اپنے کروں گا کفایت
کسی سے نہ ظاہر کروں گا ضرورت — کسی گھر پہ پہنچوں گا لے کر نہ حاجت
کسی در پہ جا کر نہ شرمندہ ہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

یہ تائیدِ ایزد یہ توفیقِ داور — لکھی نظم میں نے بہت خوب اصغر
ہیں اس نظم میں پند پورے بہتر — عمل کی جو توفیق دے ربِّ اکبر
میں اس نظم کا پہلا عامل بنوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

چاہیئے

آدمی کے پاس سچائی اور سونا چاہیئے
آدمی کو صاحبِ کردار ہونا چاہیئے

رات کی تنہائیوں میں اٹھ کے رونا چاہیئے
داغِ عصیاں آنکھ کے پانی سے دھونا چاہیئے

وقت کو بیکار کاموں میں نہ کھونا چاہیئے
زندگی کا ایک نصب العین ہونا چاہیئے

آپسی سب رنجشوں کو دل سے دھونا چاہیئے
بھول کر ساری کدورت ایک ہونا چاہیئے

اپنا درد و غم تبسم میں ڈبونا چاہیئے
دوسروں کے رنج میں آنکھیں بھگونا چاہیئے

درد کا اپنے سبھی احساس کرتے ہیں مگر
دوسروں کا درد بھی دل میں سمونا چاہیئے

ہے یہ ارشادِ نبی دنیا ہے کشتِ آخرت
بیج کچھ اچھے عمل کے ہم کو بونا چاہیئے

قطرہ قطرہ مل کے بن جاتا ہے دریا صحیح
فرد اور ملت میں یونہی ربط ہونا چاہیئے

ٹوٹ کر تسبیح کے بکھرے پڑے دانے تمام
پھر سے اک مضبوط دھاگے میں پرونا چاہیئے

جادۂ حق کا مسافر ہے تو، تیرا زادِ راہ
صبر، استقلال اور اخلاص ہونا چاہیئے

راہِ حق میں پیش آئیں گی یقیناً مشکلات
تجھ کو لیکن حوصلہ اپنا نہ کھونا چاہیئے

ہے شہادت حق کی اطہر اپنا مقصودِ حیات
شاعری کا بھی یہی مقصود ہونا چاہیئے

شادی

فضلِ پروردگار ہے شادی   رحمتِ کردگار ہے شادی
زندگی کی بہار ہے شادی   زندگی میں نکھار ہے شادی
دو دلوں کا پیار ہے شادی   دو دلوں کا قرار ہے شادی
ہے پیارے رسولؐ کی سنّت   یعنی ان کا شعار ہے شادی
ہے محافظ نگاہ اور دل کی   دین کا اک حصار ہے شادی
رسمِ دنیا سہی مگر پھر بھی   دین کی آئینہ دار ہے شادی
نصف ایمان کے تحفظ کی   ضامن و ذمہ دار ہے شادی
اس سے بنتا ہے باوقار انساں   آدمی کا وقار ہے شادی
اس سے ہوتا ہے مفتخر انساں   باعثِ افتخار ہے شادی
باہمی وعدۂ وفاداری   باہمی اعتبار ہے شادی
عمر بھر اُلفت و رفاقت کا   وعدۂ استوار ہے شادی
پاس ہے جس کا عمر بھر لازم   ایسا قول و قرار ہے شادی
ہے تقاضائے فطرتِ انساں   روح کی اک پکار ہے شادی
نام ہے دو دلوں کی دھڑکن کا   ساعتِ وصلِ یار ہے شادی
نوجوانی کے خواب کی تعبیر   حاصلِ انتظار ہے شادی
یاد رہتی ہے عمر بھر تازہ   لمحۂ یادگار ہے شادی

شاہراہ حیات کا اک موڑ — اک نئی رہگزار ہے شادی
سفرِ زندگی کا سنگِ میل — منزلِ نوبہار ہے شادی
اک مقدس گرہ حسیں بندھن — ایک زرین تار ہے شادی
زندگانی کے کورے کاغذ پر — گویا نقش و نگار ہے شادی
ایک عُریاں درخت ہے انساں — باعثِ برگ و بار ہے شادی
زندگی کو اگر کتاب کہیں — صفحۂ زرنگار ہے شادی
زندگی کو اگر کہیں اک ساز — نغمۂ خوش گوار ہے شادی
پھُول اس میں گندھے ہیں خوشیوں کے — ایک خوش رنگ ہار ہے شادی
ذمہ داری کا اک حسیں احساس — یہ نہ کہیئے کہ بار ہے شادی
ایک رسمِ کہن سہی لیکن — آج بھی تابدار ہے شادی
آج بھی یہ چمن مہکتا ہے — گلشنِ نوبہار ہے شادی
ہے ازل سے یہ سلسلہ جاری — تا ابد برقرار ہے شادی
اُس سے قائم ہے نسلِ انسانی — زندگی کا مدار ہے شادی
باہمی ربط دو گھرانوں کا — باہم اخلاص و پیار ہے شادی
جتنے پہلو ہیں اس کے سارے حسیں — کیا جواہر نگار ہے شادی
کہہ دو اپنے تاثرات اصغر — آج کی پر وقار ہے شادی
یہ رسومات سے بری نکلی — واقعی کامگار ہے شادی
ہو مبارک عقیل صاحب کو — اُن کی یہ یادگار ہے شادی

سہرا

ہو مبارک تجھے دلہا یہ پُر ارماں سہرا
کیسے کھلتا ہے ترے منہ پہ درخشاں سہرا

ہے کرم حق کا جو بر آئی تمنا تیری
فضلِ مولا ہے جو سر پر ہے نمایاں سہرا

آج اس سہرے میں ہیں تیری تمناؤں کے پھول
بن گیا ہو کے مجسم ترا ارماں سہرا

کتنے باغوں سے فراہم کئے ہوں گے یہ پھول
تب بنا جا کے کہیں رشکِ گلستاں سہرا

کتنی خوشیوں سے اسے دیکھ رہے ہیں بھائی
دیکھ کر سارے اقارب بھی ہیں شاداں سہرا

یہ نہ سمجھو کہ اسے دیکھ کے ہم ہی خوش ہیں
اپنی خوش بختی پہ خود بھی تو ہے نازاں سہرا

ہے ہماری یہ دعا خوش رہیں دولہا دلہن
ایسے خنداں رہیں جیسے کہ ہے خنداں سہرا

—✲—

شادی مُبارک ہو

تم کو نوشاہ! آج یہ شادی — حق کرے سربسر مبارک ہو
ہو مبارک رسول کی سنت — حکمِ خیر البشر مبارک ہو
تم کو تنہائی سے پیچھا چھوٹا — شامِ غم کی سحر مبارک ہو
مل گئے ہیں جو دو شریکِ حیات — زندگی کا سفر مبارک ہو
ہو مبارک دُلہے کو یہ دُلہن — اور دلہن کو بر مبارک ہو
دُلہے دلہن کو سب احبا کو — یہ خوشی کی خبر مبارک ہو
دُلہے والوں کو مُبارک ہو بہو — اور داماد اُدھر مبارک ہو
ہو مبارک ادھر انہیں دُلہن — اور دلہا اُدھر مبارک ہو

یا الٰہی دُعا ہے اصغرؔ کی
رشتہ یہ سربسر مُبارک ہو۔

داڑھی کا المیہ

(یہ قصہ ہے جب کا کہ اصغر جوان تھا)

آئے غریب خانہ کو اک روز ایک دوست
دن رات جن کو فکر تھی میرے بیاہ کی

فرمایا اپنی شادی کا تجھ کو نہیں خیال
شہرت ہے جا بجا ترے حال تباہ کی

کیوں اس کی اہمیت کو سمجھتا نہیں ہے تو
سنت ہے یہ جناب رسالت پناہ کی

نادان! شادی باعث تسکین روح ہے
دل کا جو ہے سکون تو حفاظت نگاہ کی

میں نے دیا جواب کہ قبلہ خطا معاف
بکواس کیا لگائی ہے یہ خواہ مخواہ کی

کس نے کہا کہ شادی کا مجھ کو نہیں خیال
خالی نہیں ہوں فکر سے میں بھی بیاہ کی

موزوں سا ایک رشتہ کہیں دیکھ ڈالیے
اتنی جو فکر ہے تمہیں میرے بیاہ کی

لڑکی یہ شرط ہے کہ حسین و جمیل ہو
دل کا جو ہو قرار تو ٹھنڈک نگاہ کی

سامان کی جہیز کے ہم کو ہوس نہیں
ہم کو تو بس طلب ہے محبت کی چاہ کی

فرمایا ایک لڑکی ہماری نظر میں ہے
لڑکی نہیں ہے حور ہے خلد اِلٰہ کی

"نوخیز و دلفریب و گل اندام و نازنیں"
تعریف کیا بیاں کروں اس رشک ماہ کی

تفصیل سب بتا کے ہمیں مطمئن کیا
چھوڑی نہ کوئی بات غرض اشتباہ کی

القصہ اس پیام کو سب نے کیا پسند
چھوٹے بڑے نے جس نے سنا واہ واہ کی

طے یہ ہوا کہ خود ہی لے جائیں یہ پیام
حل خود ہی کر لیں مشکلیں ہوں جو بھی راہ کی

القصہ جا کے وہ ملے لڑکی کے باپ سے
باتیں بہت بنائیں محبت کی چاہ کی

قصے کئی سنائے مرے خاندان کے
تعریف خاکسار کی بھی بے پناہ کی

فرمایا لڑکا نیک ہے اور دیندار ہے
عامل ہے سنتوں کا رسالت پناہ کی

ٹائی کا سوٹ بوٹ کا اس کو نہیں ہے شوق
عادت نہیں ہے اس کو فرنگی کلاہ کی

سگریٹ چائے پان کی اس کو طلب نہیں
پڑتا نہیں ہے باتوں میں ان خامخاہ کی

بھولے سے اس نے سینما دیکھا نہیں کبھی
کہتا ہے بات یہ ہے نہایت گناہ کی

القصہ اس کے زہد میں کچھ بھی نہیں کلام
تقویٰ میں کوئی بات نہیں اشتباہ کی

بوڑھے میاں تو خیر رضامند ہو گئے
لیکن یہ بات، بات تھی لڑکی کے بیاہ کی

فرمایا "بے بی بٹیا سے بھی پوچھ لوں ذرا"
ہے چونکہ ذمہ داری اسی پر نباہ کی

لڑکی نے جو جواب دیا سنئے غور سے
ہر نوجواں کو بات ہے یہ انتباہ کی

بولی کہ شادی کرنا ہے ایسے کو کیا ضرور
کر لے مجاوری یہ کسی خانقاہ کی

گوشے میں بیٹھ کر کسی مسجد کے روز و شب
تسبیح پھیرتا رہے حق لا الٰہ کی

واعظ بنے کیا کرے سب کو نصیحتیں
باتیں کرے خوشی سے ثواب و گناہ کی

ریشِ سیہ جو چہرے پہ ہے اس کے جلوہ گر
دلہن نہیں بنوں گی میں اس روسیاہ کی

آج کل کی شادیاں

آج کل کی شادیوں کا میں نے کچھ لکھا ہے حال
داد ان اشعار کی کچھ آپ سن کر دیجئے

لڑکے والوں کی نہیں بجھتی کسی صورت سے حرص
کتنا ہی ان کو زیادہ مال و زر دیجئے

شومئی قسمت سے اک صاحب تھے اک لڑکی کے باپ
فکر تھی رشتہ کہیں لڑکی کا طے کر دیجئے

آئے ان صاحب کے گھر اک روز اک لڑکے کے باپ
بولے کیا کیا آپ دیں گے پہلے لکھ کر دیجئے

غالباً ساماں ضروری آپ تو دیں گے ضرور
عرض ہے اتنی مری بہتر سے بہتر دیجئے

سوفہ سیٹ، ٹیبل، کرسیاں اور آہنی الماریاں
یہ تو ہیں معمولی چیزیں ان سے بڑھ کر دیجئے

ٹیلی ویژن دیجئے، اور دیجئے اک وی سی آر
ریڈیو کے ساتھ اک کیسٹ ریکارڈر دیجئے

گھر کبھی ماڈرن ہو سکتا نہیں ان کے بغیر
ایئر کولر دیجئے، ریفریجریٹر دیجئے

یہ بھی چیزیں ہیں رسوئی گھر کی زینت آجکل
گیس اسٹو، پریشر کوکر اور گرائنڈر دیجئے

فی زمانہ یہ بھی داخل ہیں ضروریات میں
ٹائپ رائٹر دیجئے، اک کمپیوٹر دیجئے

اور بھی چیزیں ہیں جیسے کیمرہ، واشنگ مشین
ملک کوکر، لیکٹومیٹر، کیلکولیٹر دیجئے

دوستوں سے گفتگو کرنے میں آسانی رہے
فون اک لگوائیے، ٹیلی پرنٹر دیجئے

اور بھی چلتی مشینیں ہیں ضروری آجکل
یاں نہیں ملتیں تو باہر سے منگا کر دیجئے

رسٹ واچ ایسی ہو قیمت ہو کم از کم دس ہزار
زینتھ اور رولکس سے ہرگز نہ کمتر دیجئے

رقم جوڑے کی بھی دیجئے، اک نئے انداز سے
اک تجوری دیجئے، اور نوٹ بھر کر دیجئے

بن گیا ہے آج کل اسکوٹر اک معمولی چیز
گھومنے پھرنے کو امپالا موٹر دیجئے

کیجیے تکمیل ہر صورت سے یہ سالے ڈمانڈ — پوچھیے مت ہم سے یہ کس طرح کیونکر دیجیے
سودی قرضہ لائیے یا ماریے ڈاکہ کہیں — آپ خود بک جائیے یا رہن ہوکر دیجیے
آپ خوش ہوں یا خفا اتنی گذارش اور ہے — رکھنے کو یہ ساری چیزیں اک بڑا گھر دیجیے
ہم کو تو مطلوب ہے دراصل سامانِ جہیز — خیر اس کے ساتھ دیتے ہیں تو دختر دیجیے
کیسی بے شرمی سے مانگا کرتے ہیں اصغر یہ لوگ — جی میں آتا ہے جھاپڑ ایک منہ پر دیجیے

بن گئے ہیں قوم کا ناسور یہ لوگ آج کل
نیک توفیق ان کو اے خلاق اکبر دیجیے

مسلمانوں کی شادیوں کا حالِ زار

ہو گئے ہائے مسلمانوں کے کیا لیل و نہار
امتِ مرحومہ کا کیا ہو گیا ہے حالِ زار

دین کا سرسبز گلشن کب کا ویراں ہو چکا
روٹھ کر جا بھی چکی کب کی گلستاں سے بہار

پرچم اپنی عظمت و سطوت کے سب خم ہو چکے
چھن گئی ہم سے حکومت کھو گیا اپنا وقار

آج دنیا میں نہیں باقی کوئی اپنا مقام
ہو رہے ہیں ہر طرف بدنام و رسوا اور خوار

اب بھی لیکن ہم مسلمانوں کو شرم آتی نہیں
بادۂ عشرت کا اب تک بھی نہیں اترا خمار

کچھ خیال اب بھی سنبھلنے کا ہمیں آتا نہیں
ٹھوکریں پر ٹھوکریں گو لگ رہی ہیں بار بار

گو زمانہ ہے ہمیں بالکل مٹانے پر تلا
خوابِ غفلت سے مگر ہوتے نہیں ہم ہوشیار

ہیں رواج اور رسم کے چکر میں اب تک مبتلا
اور غضب ہے انہیں باتوں میں سمجھے ہیں وقار

دیکھ کر سب چپ رہیں غیرت نہیں کرتی قبول
سچ اگر کہتا ہوں تو ہوتا ہے سب کو ناگوار

خواہ اس سے خوش ہو کوئی یا کوئی ناراض ہو
عرض کرنا چاہتا ہوں شادیوں کا حالِ زار

ایسے بگڑے ہیں مسلمانوں کی شادی کے طریق
ہو رہی ہیں رسمیں جاہلانہ جن میں بے شمار

چھوڑ ڈالے ہم نے سیدھے سادے اسلامی اصول
سب طریقے کر لئے غیروں کے ہم نے اختیار

فلمی گانوں کی ریکارڈنگ اور یہ ہیجڑوں کا ناچ
سچ اگر پوچھو تو ہے یہ سب رذیلوں کا شعار

کام وہ سب اصل میں جو باعثِ صد ننگ ہیں
ان کو ہم سمجھے ہوئے ہیں باعثِ صد افتخار

مہندی ساچق اور ڈھنگا بیٹیا آرسی
جن کو دیکھو ہے انہیں بیہودہ رسموں کا شکار

اب حسب کو اور نسب کو پوچھتا کوئی نہیں
رہ گیا ہے مال و دولت پر شرافت کا مدار

دینداری عزت و عصمت نہیں ہے کوئی چیز
اب ہے جوڑے کی رقم پر شادیوں کا انحصار

صورت وسیرت کی آئیں گی نظر کیا خامیاں
مال اور دولت کا جب ہے بھوت ذہنوں پر سوار

شادی ہے سرکار کی سنت یہ سنتے تھے کبھی
اب تو شادی بن چکی ہے اچھا خاصا کاروبار

لڑکے والوں کی یہ اک طرفہ تجارت خوب ہے
نقد لیتے ہیں رقم اور مہر رکھتے ہیں ادھار

کچھ انہوں نے بھی بگاڑا لڑکے والوں کا مزاج
اہل ثروت لڑکی والے بھی ہیں اس کے ذمہ دار

ان کو ملت کے غریبوں کا نہیں کچھ بھی خیال
مست اپنی دولت و ثروت میں ہیں سرمایہ دار

قوم کے کاموں میں دس روپے کبھی دیتے نہیں
ایک شادی میں لٹا دیتے ہیں یہ دس دس ہزار

دین اور ملت کی خدمت بھی تو تیرا فرض ہے
ذمہ داری اپنی کر محسوس اے سرمایہ دار

کتنے شعبے ہیں مسلمانوں کے محتاج کرم
نوجواں ہیں کتنے ہی آوارہ اور بے روزگار

کیا کمائی میں تری کچھ بھی نہیں حق غریب
سائل و محتاج کیا انہیں نہیں ہیں حصہ دار

کیا خوشی دنیا میں تیرے ہی لئے پیدا ہوئی
کیا غریبوں کو نہیں کچھ خوشی کا اختیار

شادیوں میں مال اور دولت لٹانا چھوڑ دے
کر ریاکاری کے دھبوں سے نہ دامن داغدار

قوم میں ہیں سوچ کتنی ان بیاہی بچیاں
سوچ کتنی لڑکیاں ہیں خستہ حال و سوگوار

ایسی بے کس بچیوں کی شادیوں میں کر مدد
تاکہ راضی تجھ سے ہو جائے ترا پروردگار

فائدہ کچھ قوم کو تجھ سے نہیں پہنچا تو کیا
تو اگر ہے ذی حشم، ذی حیثیت، ذی اقتدار

درد ملت کا ترے دل میں نہیں تو کچھ نہیں
خواہ تو اپنے کو سمجھے متقی پرہیزگار

کہہ چکا کہنا تھا جو سرمایہ داروں سے مجھے
نوجواں بھی اب سنیں میرے دکھی دل کی پکار

کردیا برباد تو نے گلستاں اسلام کا
زر پرست اے نوجواں اسلام کے آدعویدار

مرد ہو کر مال پر عورت کے رکھتا ہے نظر
ہائے تو نے کھو دیا مردانہ غیرت کا وقار

مانگتا ہے کب مناسب ان غریبوں سے جہیز
زندگی خود جنکی عسرت کے سبب ہے ایک بار

کب طلب کرنا روا ہے ان سے جوڑے کی رقم — جو مہاجن سے لیا کرتے ہیں غلہ بھی ادھار

وہ بھی شاید یوں غریبوں کا لہو پیتا نہیں — تجھ سے بہتر ہے کئی درجے یہودی سودخوار

سوچ کتنی لڑکیاں ہیں قوم میں ناکتخدا — ہو چکیں جو آہ تیری زرپرستی کا شکار

جن کی غربت کے سبب کوئی پیام آتا نہیں — تھک گئی ہے راہ تکتے تکتے چشم انتظار

دوش پر جن کے ہے ان کی نوجوانی ایک بوجھ — جن کے کندھوں پر متاع زندگی ہے ایک بار

سینکڑوں دلکش تمناؤں کا مدفن جن کا دل — جن کا سینہ ہے ہزاروں آرزوؤں کا مزار

بال اجلے ہو چلے مرجھا چکا جن کا شباب — ہو چکی کب کی خزاں سے آشنا جنکی بہار

کچھ نہیں اس کے سوا ان بے زبانوں کا قصور — ہیں تہی کیسہ نہیں ماں باپ انکے مالدار

لا نہیں سکتیں یہ اپنے ساتھ جوڑے کی رقم — لا نہیں سکتیں یہ موٹر اور بنگلہ شاندار

چھوڑ دو اب اے مسلمانو تجارت عقد کی — مت بنا ڈالو خدارا شادیوں کو بیوپار

چھوڑ دو بہر خدا اب سارے بیہودہ رسوم — فائدہ کچھ ان طریقوں سے نہیں ہے زینہار

ترک کر دو آج سے سب غیر اسلامی رواج — کرلو سیدھا سادہ اسلامی طریقہ اختیار

سنتوں کے پھر رسول اللہ کی عامل بنو — پھر غلامی کا نبی کی کرلو رشتہ استوار

پیروی میں ہے نبی کی دین و دنیا کی فلاح — پیروی سے ہی نبی کی ہوگا اپنا بیڑا پار

فرض سمجھانے کا اصغر نے تو پورا کردیا
مانو اس کی یا نہ مانو اب تمہارا اختیار

شبِ سرور صدیقی سرور

(اپریل سنہ ١٩٧١ء)

دوستو آج ہے شبِ سرور — ہے یہ ناچیز جس کا کنوینر
کیا تعارف کراؤں سرور کا — جانتے پہچانتے سب کے ہیں سرور
قوم کے اور وطن کے شیدائی — ساتھ ہی مدح خوانِ پیغمبر
رونقِ بزمِ شعر ان کی ذات — ہاں ورنگل کو فخر ہے ان پر
آج سے کوئی دو برس پہلے — ان پہ فالج کا ہوگیا تھا اثر
ہاتھ اور پیر ہوگئے بے کار — سارے اعضا اکڑ گئے یکسر
آپ سے کیا بیاں کروں تفصیل — مختصر یہ کہ حال ہے ابتر
تھا جو روحِ روانِ بزمِ سخن — آج ہے نیم جاں وہ بستر پر
آج کل ان کے غم کے ساتھی ہیں — ایک ٹوٹا پلنگ پھٹا بستر
بند ہے ایک سال سے تنخواہ — بڑی مشکل سے ہو رہی ہے بسر
کچھ علاج و معالجے میں بھی — قرض کا بار ہوگیا سر پر
فائدہ کچھ علاج سے نہ ہوا — کوششیں کی گئیں ہیں امکاں بھر
واہ رے واہ ان کا استقلال — ہیں جواں ہمتی کے یہ پیکر
صبرِ ایوب یاد آتا ہے — صبر کو ان کے دیکھ کر اکثر
آج دو سال سے ہیں گرچہ فراش — چہرے پر اس کا کچھ نہیں ہے اثر
ان کا چہرہ نہیں ہے افسردہ — جسم ڈھانچہ بنا ہے گو گھل کر

اپنی تکلیف اور مصیبت کو — خود وہی جاں سکتے ہیں بہتر
غم میں لیکن شریک ہیں ہم بھی — غم ہے ان کا گراں محبوں پر
ان کی تسکینِ دل کی خاطر سے — عرض کرتا ہے ان سے یہ اصغر
مزرعِ آخرت ہے یہ دنیا — اور ہے امتحان کا اک گھر
رتبہ شاید بڑھا رہا ہے خدا — آپ کا امتحاں یوں لے کر
مرضیِ خالق کی جیسا چاہے رکھ — کس کا کیا زور ہے مشیت پر
شکر کرنا خدائے برتر کا — فرض ہر حال میں ہے بندے پر
صبر اور شکر ہی سے لیجئے کام — کیا عجب فضل پھر کرے داور
پھر سے صحت تمہیں عطا کرنا — نہیں قدرت سے اس کی بالاتر
ختم کرتا ہوں اب دعا پہ کلام — اے خدائے کریم اے داور
رحمت و فضل کی نظر فرما — اپنے بے اختیار بندوں پر

صحت اور عافیت سے زندہ رکھ
خاتمہ کر ہمارا ایماں پر

میرے استاد حضرتِ اظہر

میرے استاد حضرتِ اظہرؔ — کر گئے آہ اس جہاں سے سفر
سن کے یہ اطلاعِ غم انگیز — کس طرح دل مرا نہ ہو مضطر
کیسے آنکھیں مری نہ ہوں نمناک — کیوں نہ خوں روئے میرا دیدۂ تر
شفقتیں ان کی یاد آتی ہیں — جہد یاں عمر بھر رہے مجھ پر
ان کی صورت نظر میں پھرتی ہے — ان کی ہر بات نقش ہے دل پر
مسکراہٹ تھی پردہ دارِ الم — گو کئی گھاؤ تھے دل پر
ان کی مانند جامعِ اوصاف — آج آتا نہیں ہے کوئی نظر
ایک خوش طبع خوش خصال انساں — نیک خو، نیک خلق، نیک سیر
عارف و صوفی عالم و مرشد — عاشق و مدح خوانِ پیغمبر
ذاکرِ اہلِ بیت و آلِ رسول — واعظِ بے نظیر و بے ہمسر
صاحبِ فکر و خوش نوا شاعر — صاحبِ طرز و در سخن پرور
روح افزا تھا ان کا ہر مصرع — ان کا ہر ایک شعر جاں پرور
ان کے ہر وعظ میں جھلکتا تھا — دردِ دل ان کا، ان کا سوزِ جگر
خود بھی روتے تھے اور رلاتے تھے — تھا زباں میں کچھ ایسا ان کی اثر
نغز گو ایسے، ایسے خوش گفتار — ڈھونڈو عالم میں پاؤ گے کم تر
سینکڑوں تھے لطیفے ان کو یاد — سینکڑوں شعر ان کو تھے ازبر
باکے ہنستے تھے جانِ ہر محفل — پڑتی ہر بزم میں انہیں پہ نظر
بردباری کا اک نمونہ تھے — تھے مروت کے حلم کے پیکر
خوبیاں ان کی کیا کروں تحریر — ان کی توصیف ہو ادا کیوں کر
مختصر یہ کہ خوب انساں تھے — اہلِ دل، اہلِ علم، اہلِ ہنر
ان کی بخشش کے واسطے حق سے — دل سے کرتا ہے یہ دعا اصغرؔ
بخشے ان کے گناہ ربِ کریم — ان کو جنت عطا کرے داور

قطعۂ تاریخِ وفات سبحانی بیگم صاحبہ زوجۂ غلام جیلانی احمد صاحب تاباںؔ ونگی

ئی ہیں داغِ جدائی جو دے کے سبحانی ۔ تمام اقربا احباب غم سے ہیں رنجور
یہ غم اگرچہ گراں ہے بہت محبوں پر ۔ یہ کیا کریں کہ مشیت میں ہیں سبھی مجبور
تھا روز پیر کا اور تھا مہینہ رمضاں کا ۔ وہ جب کہ پردۂ عقبیٰ میں ہو گئیں مستور
یں بیٹھا سوچ رہا تھا وصال کی تاریخ ۔ یہ بولا ہاتفِ غیبی "وہ ہو چکی مغفور"

۱۳۸۱ھ

قطعہ تاریخ وفات مولوی محمد عبد الحمید صاحب عرشیؔ، موظف محکمۂ جنگلات۔

موت کا ذائقہ ہر نفس کو چکھنا ہے ضرور ۔ آگیا وقتِ اجل، چل بسے دنیا سے حمید
خیر یہ وقتِ معین ہے ٹل نہیں سکتا ۔ ہے یہ افسوس کہ بر آئی نہ دیرینہ امید
دیدِ حرمین کا ارماں بہت تھا دل میں ۔ پر سوئے خلد چلے، دل میں لئے حسرتِ دید
حج کا اور موت کا اک ساتھ بلاوا آیا ۔ حالتِ نزع میں تھے، پہنچی ادھر حج کی نوید
ہے دعا کر دے خدا اُن کی خطاؤں کو معاف ۔ بخش دے سارے گنہ اُن کے خداوندِ مجید
فکرِ تاریخ میں اصغرؔ جو میں مستغرق تھا ۔ بولا یہ ہاتفِ غیبی "ہوئے مغفور حمید"

۱۴۰۹ھ

قطعہ تاریخ رحلت استاذی الحاج مولوی محمد عبد الکریم صاحب سلیمؔ طبیب حاذق (نظامیہ)

یہ خبر سن کر مرا دل ہو گیا غم سے دو نیم
دے گئے داغ جدائی حضرت عبد الکریم

شاعری کا آپ رکھتے تھے بہت پاکیزہ ذوق
نام کا ہم قافیہ ان کا تخلص تھا سلیم

یہ تصور تک گراں ہے آپ کے احباب پر
چھوڑ کر دنیا چلے جاتے ہیں مولانا سلیم

ذات ان کی کتنے ہی اوصاف کا مجموعہ تھی
خوش نویس و قاری و عالم تھے اور حاذق حکیم

حج بیت اللہ سے بھی تھے مشرف آنجناب
تھے خطیب و واعظ بے مثل مولانا سلیم

مسجد کوثر کے دیوار اور در تک ہیں اداس
کر گیا رحلت جو اس مسجد کا اک خادم قدیم

وضع داری تھی انہیں ملحوظ ہر اک کام میں
تھی طبیعت میں نفاست رکھتے تھے ذوق سلیم

جس سے بھی ملتے تھے، ملتے تھے بڑے اخلاق سے
انکسارانہ بھی طینت رکھتے تھے طبع حلیم

مغفرت کر ان کی یا رب بخش دے اُن کے گناہ
کر عطا ان کو الٰہی فضل سے دار النعیم

مصرع تاریخ اصغرؔ دیکھئے کیا خوب ہے
چھوڑ دنیا خلد میں پہنچے دیکھو مولانا سلیم

۱۴۰۵ھ

قطعہ تاریخ وفات محمد عبد المجید ولد محمد عبد السلام کلیمؔ

تھا وہ اکلوتا نور نظر باپ کا
نوجوانی میں اس کو اجل کھا گئی

ریل کا حادثہ اک بہانہ ہوا
ماجد نوجواں کی قضا آ گئی

شہر کا نوجواں نعت خواں چل بسا
یہ خبر شہر کو سارے تڑپا گئی

دیر تک اس خبر پہ نہ آیا یقیں
جس کسی نے سنا عقل چکرا گئی

اس کی منزل ابھی تو بہت دور تھی
"کیوں مسافر کو رستے میں نیند آ گئی"

۱۴۰۸ھ

جشن بہاراں

(اسلامیہ ہائر سکنڈری سکول ورنگل کے بزم طلبہ کے افتتاحی جلسے کے موقع پر)

پھر سے گلشن میں آگئی ہے بہار — رُخ پہ پھولوں کے چھا گیا ہے نکھار
وہ گلستاں کی دلفریب فضا — کتنی خوش کن ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
پھر چمن میں طُیور گانے لگے — گُلستاں کا سبق سنانے لگے
ان کی آواز دل کو بھاتی ہے — ہر ادا ان کی جی لبھاتی ہے
دیدنی ہے بہار باغوں کی — خوشنما پھول اور بیلوں کی
لب پہ کوئل کے نغمہ ہے جاری — دور ہوں جس سے کلفتیں ساری
لے گئے ہاتھوں میں اپنے گلدستہ — سرو و شمشاد ہیں کمر بستہ
چشم نرگس بھی وا ہے حیرت سے — گُل اُدھر تک رہا ہے حیرت سے
ہیں پریشان بال سنبل کے — کیف ساماں ہیں نغمے بلبل کے
ایک غنچہ وہیں چٹک اٹھا — جب کھلی آنکھ تو چمن دیکھا
اس نے یہ اہتمام جب دیکھا — الغرض اس سے پھر رہا نہ گیا
اس نے کھولا دہن کیا یہ سوال — ہو رہا ہے یہ کس کا استقبال
آرہی ہے یہ کس کی اسواری — کس کی آمد کی ہے یہ تیاری
اس گلستاں کی شان ہے کیسی — کچھ عجب ہی بہار ہے اس کی
بات اس نے سنی جو غنچے کی — پھر تو سوسن نے یوں زباں کھولی
محرمِ رازِ گلستاں ہوں میں — مجھ سے سن باغ کی زباں ہوں میں

گلستاں ہے یہ قوم و ملت کا — باغ اسلامیہ ہے نام اس کا
یاں سے پاتے ہیں علم کی دولت — نونہالان گلشن ملت
آج کالج بنا ہے یہ اسکول — نخل امید میں لگے ہیں پھول
بزم طلبہ کا آج جلسہ ہے — اس لئے اتنی رونق اس جا ہے
آرہے ہیں جناب آدم علی — کھل گئی ہے ہر ایک دل کی کلی
ان کے آنے سے ہے چمن آباد — چشم ما روشن و دل ماشاد
اے خدا اس چمن کو رکھ آباد — باغبانوں کو اس کے رکھ تو شاد
قائم اس کی رہے ہمیشہ بہار — اور بڑھتا رہے ہمیشہ وقار
آشنا ہو نہ یہ خزاں سے کبھی — اور ہمیشہ رہے بہار اس کی
نونہال اس کے پھولتے پھلتے رہیں — دشمن اس کے ہمیشہ جلتے رہیں

(۳۱)

دا اسلامیہ ہائی اسکول کے جونیر کالج بننے کے موقع پر قطعہ

آج ہے اسلامیہ میں ایک عید — حق نے دکھلایا ہے یہ روز سعید
جونیر کالج بنا اسلامیہ — لہلایا قوم کا باغ امید
جونیر کالج اور اردو میڈیم — حق نے فرمایا ہے یہ لطف مزید
اس کی خاطر کوششیں کرتے رہے — قادر و یعقوب اور عبدالرشید
لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی — کہہ رہا ہے سن لو قرآن مجید
رنگ لائیں آخر ان کی کوششیں — قوم کو سنوائی کالج کی نوید
ہے دعا کالج رہے قائم سدا — لطف فرماتا ہے رب مجید

طلبائے اسلامیہ کالج ورنگل کا ترانہ

کالج ہے ملت کے مقدر کا ستارہ
اُمید ضعیفوں کی، جوانوں کا سہارا
اسلامیہ کالج ہے گلستاں ہمارا
اسلامیہ کالج ہے ہمیں جان سے پیارا

اسلامیہ کالج ہی میں ہم پھولے پھلے ہیں
اسلامیہ کالج ہی میں پروان چڑھے ہیں
ٹھنڈک ہے اگر دل کی تو آنکھوں کا ہے تارا
اسلامیہ کالج ہے ہمیں جان سے پیارا

اِس باغ کو ہر خار سے ہم پاک کریں گے
خاک اس کے جلا کر خس و خاشاک کریں گے
بن جائیں گے ہم اس کی حفاظت کا ترارا
اسلامیہ کالج ہے ہمیں جان سے پیارا

ہم چاہتے ہیں نام ہو کالج کا درخشاں
ہم اس کی ترقی کے دل و جان سے ہیں خواہاں
کالج کا تنزل نہیں ہے ہم کو گوارا
اسلامیہ کالج ہے جان سے پیارا

اسلامیہ کالج ہے بزرگوں کی امانت
کرنا ہے ہمیں اس کی ہر طور حفاظت
جان اس پہ لٹا دیں گے جو ہو اس کا اشارا
اسلامیہ کالج ہے ہمیں جان سے پیارا

جب سے ہے اسلامیہ قائم ہوا
ہے ترقی کی طرف یہ گامزن
جونیر کالج بنا ہے اب کے سال
سینیر بھی جلدی جائے گا بن

مکرم جاہ اسٹوڈنٹس ہاسٹل حیدرآباد

نام سے قائم مکرم جاہ کے شہر میں ہے کیا ہی اچھا ہاسٹل
بے ٹھکانہ طالبانِ علم کو مل گیا ہے اک ٹھکانا ہاسٹل
بورڈ اس میں ہیں ہر اک شہر کے اور بھرا ہے ان سے سارا ہاسٹل
قوم پر اس کا بڑا احسان ہے جس کمیٹی نے بنایا ہاسٹل
اب مکرم جاہ سے منسوب ہے ہے ٹرسٹ ان کا چلاتا ہاسٹل
کیا عمارت اس کی عالیشان ہے کس قدر اونچا ہے دیکھو ہاسٹل
ہے نہایت خوبصورت اور وسیع ہے بہت مضبوط و پختہ ہاسٹل
دن میں بھی سب کو بھلا لگتا ہے یہ شہر حاتم ہے نگینہ ہاسٹل
کارکن اس کے بہت خوش خلق ہیں جس کے باعث خوب چمکا ہاسٹل
کام کرتے ہیں ملازم وقت پر رکھتے ہیں کیا صاف ستھرا ہاسٹل
ہر طرح آرام حاصل ہے یہاں جیسے اپنا گھر ہے گویا ہاسٹل
ہاسٹل واقع ہے قلبِ شہر میں ہے سہولت بخش اپنا ہاسٹل
ہاسٹل سے متصل مسجد بھی ہے واہ کیا ہے پیارا ہاسٹل
ہے یہاں پابندیٔ صوم و صلوٰۃ جس قدر دیکھو ہے اچھا ہاسٹل
ہوتی ہے نگرانیٔ اخلاق بھی ہے خصوصیت میں یکتا ہاسٹل

کہہ دو اصغرؔ مختصر الفاظ میں
خلد کا ہے اک نمونہ ہاسٹل

کتب خانہ

علم کا ہے مکاں کتب خانہ ۔۔۔ علم کا پاسباں کتب خانہ
ہے نشانِ تمدن و تہذیب ۔۔۔ ہے ثقافت کی جاں کتب خانہ
ہے علوم و فنون کا مخزن ۔۔۔ ہے متاعِ گراں کتب خانہ
تشنگی علم کی بجھاتا ہے ۔۔۔ علم کا ہے کنواں کتب خانہ
رہنمائے ترقیِ انساں ۔۔۔ رہبرِ کارواں کتب خانہ
شعبہ ہائے حیات کی تفصیل ۔۔۔ بحر ہے بے کراں کتب خانہ
ذکر انساں کے کارناموں کا ۔۔۔ عظمتوں کا بیاں کتب خانہ
رہبرِ حال اور مستقبل ۔۔۔ ماضی کی داستاں کتب خانہ
ہر مصنف یہاں پہ زندہ ہے ۔۔۔ ہر مصنف کی جاں کتب خانہ
قارئینِ کرام مہماں ہیں ۔۔۔ اور ہے میزباں کتب خانہ
باغباں اس کا لائبریرین ۔۔۔ ہے اگر گلستاں کتب خانہ
اس کے پھولوں کو ڈر خزاں کا نہیں ۔۔۔ ہے چمن بے خزاں کتب خانہ
علم کی شمع ہے وہاں روشن ۔۔۔ دوستو! ہے جہاں کتب خانہ
طالبِ علم کی ہے دوست کتب ۔۔۔ محفلِ دوستاں کتب خانہ
مختصر ہے پیام اصغر کا ۔۔۔ آئے ہر نوجواں کتب خانہ
بھر لے پھولوں سے علم کے دامن ۔۔۔ کر لے دل میں نہاں کتب خانہ

اقبال کے ترانۂ ہندی پر تضمین

بھارت کے ہم ہیں بھارت ہے بے گماں ہمارا — ہم سب مکیں ہیں اس کے یہ ہے مکاں ہمارا
نعرے لگا رہا ہے ہر نوجوان ہمارا — سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

پھولے پھلے ہیں ہم سب بھارت کے اس چمن میں — مل جل کے رہتے ہیں صدیوں اس انجمن میں
تفریق کچھ نہیں ہے شیخ اور برہمن میں — غربت میں ہوں اگر ہم رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی دل ہو جہاں ہمارا

دلکش ہے گوشہ گوشہ اس ملک دلستاں کا — ہمسر ہے ذرہ ذرہ خورشید ضو فشاں کا
خوشبو بھرا ہے ہر گل اس باغِ بے خزاں کا — پربت وہ سب سے اونچا ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا وہ پاسباں ہمارا

حملے رہے ہیں پیہم اس سرزمیں پہ جاری — ایرانی، پرتگالی، ایرانی اور تتاری
سب نے مات کھائی بازی سبھی نے ہاری — کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دورِ زماں ہمارا

ایسے ستارے چمکے بھارت کے آسماں سے — ہیں روشنی میں بڑھ کر جو مہر ضو فشاں سے
تہذیب اور تمدن سب کو ملا یہاں سے — یونان و مصر و روما سب مٹ گئے جہاں سے
اب تک مگر ہے باقی نام و نشاں ہمارا

لازم ہے ہندیوں کو امید خیر رکھنا — واجب ہے احترام مسجد و دیر رکھنا
شیوہ نہیں یہ اچھا اپنوں کو غیر رکھنا — مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

میں ہوں اردو زباں ....!

سب پہ ہے مرا حسنِ تکلّم عیاں کیا بیاں ہو مگر مرا درد نہاں
ہند میں اور بھی ہیں زباں مگر مجھ سا مظلوم ہندوستاں میں کہاں

میں ہوں اردو زباں میں ہوں اردو زباں

دوستو کیا سناؤں تمہیں داستاں میرے گلشن میں چھائی ہوئی ہے خزاں
میں وہ بلبل ہوں جس کا لٹا آشیاں میں وہ گل ہوں کہ جس سے چھٹا گلستاں

میں ہوں اردو زباں میں ہوں اردو زباں

اک زمانہ تھا میرا بھی اقبال تھا سارے ہندوستاں میں مرا راج تھا
اُن کو بھی سیکھنے کی ضرورت پڑی جس دم انگریز تھے ہند میں حکمراں

میں ہوں اردو زباں میں ہوں اردو زباں

جنگ آزادی میں میں نے حصّہ لیا ملک کو میرے سوراج حاصل ہوا
ملک والوں نے مجھ کو یہ بدلہ دیا کر دیا مجھ کو بے گھر و بے خانماں

میں ہوں اردو زباں میں ہوں اردو زباں

ملک کی جب کہ محکم سیاست ہوئی ہر زباں کو عطا اک ریاست ہوئی
مجھ کو محروم اس سے بھی رکھا گیا دیکھتا رہ گیا یہ ستم آسماں

میں ہوں اردو زباں میں ہوں اردو زباں

دہلی، لکھنؤ میں، میں پھولی پھلی مجھ کو کشمیر بھیجا گیا دوستو !
میرے شہروں سے مجھ کو نکالا گیا کیا بیاں ہو مری غم بھری داستاں
میں ہوں اردو زباں، میں ہوں اردو زباں

دفتروں سے بھی مجھ کو ہٹایا گیا رسم خط کو بھی میرے مٹایا گیا
اور یہ سب ایسے لوگوں کے ہاتھوں ہوا جن کو اپنا سمجھتی رہی قدر داں
میں ہوں اردو زباں، میں ہوں اردو زباں

اردو والوں کی حالت بہت زار ہے ان کی درسی کتابیں بھی ملتی نہیں
طلبا روتے رہے قوم سوتی رہی اور گزرتا رہا وقت کا کارواں
میں ہوں اردو زباں، میں ہوں اردو زباں

درد کا میرے جلسے مداوا نہیں محفلِ شعر سے کچھ بھی حاصل نہیں
مسئلے کا مرے یہ کوئی حل نہیں۔ اس سے ہوتی نہیں میں کبھی شادماں
میں ہوں اردو زباں، میں ہوں اردو زباں

وقت کا جو تقاضہ ہے سن لیجئے اپنے پیسے کو برباد مت کیجئے
، یہ دورِ عمل اے میرے دوستو! کام وہ کیجئے جس سے بڑھے یہ زباں
میں ہوں اردو زباں، میں ہوں اردو زباں

سیکھئے اردو اور سب کو سکھلائیے رسمِ خط کے فوائد بھی بتلائیے
خدمت اردو کی بے لوث فرمائیے لہلہا اٹھے پھر سے مرا گلستاں
میں ہوں اردو زباں، میں ہوں اردو زباں

...ے شریعت کمیٹی ورنگل

...م کا احسان ۔۔۔ ہم کو بخشی جو دولتِ ایمان
...محمدِ مرسل ۔۔۔ اس کا ثانی جہاں میں اور بدل
...ں بلند مقام ۔۔۔ اس پہ لاکھوں درود اور سلام
...ملی ہے کتاب ۔۔۔ خیر امت کا بھی ملا ہے خطاب
...دیا قرآں ۔۔۔ ہم گروہوں میں بٹ گئے نادان
...بھی جھگڑنے لگے ۔۔۔ ہم فروعات میں بھی لڑنے لگے
...ے دین میں غفلت ۔۔۔ حق تعالیٰ کی ہٹ گئی نصرت
...بھی نہیں انصاف ۔۔۔ فیصلے ہو رہے ہیں دین کے خلاف
...حملے ہیں ۔۔۔ آج ایمان پر بھی حملے ہیں
...نیک بننے کی ۔۔۔ متحد اور ایک بننے کی
...ں یہ کمیٹی بھی ۔۔۔ اسی مقصد کو لے کے ہے اٹھی
...بھی پیغام ۔۔۔ مل کے باہم کریں مسلماں کام
...نیک ہو جائیں ۔۔۔ متحد اور ایک ہو جائیں
...ہم بنیں عامل ۔۔۔ پھر سے قرآن کے بنیں حامل
...ے سب بٹائیں ہاتھ ۔۔۔ یعنی دیں ایک دوسرے کا ساتھ

آپ کرلیں مسائل اپنے حل　　اپنے جھگڑوں کو خود کریں فیصل
چھوڑ دیں کاہلی بنیں اب چست　　کرلیں اپنے معاشرے کو درست
سب خواتین بھی اب ہوں ہشیار　　خوابِ غفلت سے جلد ہوں بیدار
اپنے ہوں کام کاج اسلامی　　سارے رسم و رواج اسلامی
نیک کاموں سے ہم کو اُلفت ہو　　ہر برے مشغلے سے نفرت ہو
اٹھ کے ملت کی اب کریں تنظیم　　عام کر ڈالیں دین کی تعلیم
علم کا پھیل جائے گا جب نور　　ظلمتیں ہوں گی جہل کی کافور
سینے جب ہوں گے علم سے معمور　　ہوں گے سب اختلافِ بے جا دور
وہ مسلماں ہیں قابلِ تبریک　　لے کے اٹھے ہیں جو کہ یہ تحریک

ہے دُعا کامیاب ہوں یہ لوگ
باعثِ انقلاب ہوں یہ لوگ

★

اردو کا پیغام اہلِ ہند کے نام

کون ہوں کیا ہوں یہ چرخِ کہن کو معلوم ہے — کس وطن کی ہوں یہ اہلِ وطن کو معلوم ہے
کس چمن میں ہوں پلی ہے یہ چمن کو معلوم — مری تاریخ ہے سب گنگ و جمن کو معلوم

سکہ بیٹھا ہوا ہر دل پہ ہے ہر سو میرا
گوش وا کر کے سنو نام ہے اردو میرا

مرے شیدائی گلستانوں میں ویرانوں میں — چاہنے والے مرے مسجدوں بت خانوں میں
کھلبلی میری نواؤں سے ہے ایوانوں میں — کچھ عجب جوشِ جنوں ہے مرے دیوانوں میں

یہ تصور ہے غلط بے کس و بے چاری ہوں
کتنے ایسے ہیں جنھیں جان سے بھی پیاری ہوں

میں وہ پودا ہوں کہ ہیں میرے ہزاروں مالی — سینچ کر خونِ جگر سے مری کی رکھوالی
حامیوں سے نہیں ہے کوئی زمانہ خالی — میرے دلبند ہیں اقبال و انیس و حالی

میری خدمت میں لگے رہتے تھے ذوق و غالب
ان کی مطلوب بھی میں اور وہ میرے طالب

کون کہتا ہے مسلمانوں کی میں ہوں دلدار — ہندو اور سکھ بھی ہیں میرے رخِ زیبا کے نثار
بیدی و ملا و چکبست و سرور و سرشار — قصرِ اردوئے معلیٰ کے یہ سب ہیں معمار

مرے خال و خط و صورت کے یہ دیوانے ہیں
میں اگر شمع ہوں یہ سب مرے پروانے ہیں

سوزِ محفل کو دیا گرمیِ محفل بن کر   راہ دکھلائی کبھی رہبرِ منزل بن کر
کبھی زنداں میں رہی شورِ سلاسل بن کر   سینۂ ہند میں دھڑکی ہوں کبھی دل بن کر
دیکھی حالت نہ گئی ملک کی بربادی کی
روح پھونکی جسدِ قوم میں آزادی کی

میں نے فنکاروں کی محنت کو جلا بخشی   میں نے تہذیب کے ہونٹوں کو لطافت بخشی
میں نے خوشبوئے وفا پیار کی نکہت بخشی   میں نے اس دیش کو یکجہتی کی دولت بخشی
باہمی رافت و الفت کی کہانی میں ہوں
ہندو مسلم کی محبت کی نشانی میں ہوں

گلشنِ ہند میں کتنے ستم ایجاد رہے   جن سے سب اہلِ چمن بے بس و برباد رہے
گھات میں میری لگے کتنے ہی صیاد رہے   نہ مٹی ہوں، نہ مٹوں گی یہ مگر یاد رہے
جب تلک غنچوں میں رس، پھولوں میں ہے بو باقی
یہ چمن ہند میں سمجھو کہ ہے اردو باقی

اسلامیہ اسکول ہے سب کو محبوب   اسکول سے کالج جو بنا ہے کیا خوب
بر آئی جو دیرینہ تمنا ان کی   خوش خوش نظر آتے ہیں محمد یعقوب

جو مدرسہ اسلامیہ کے ہیں بانی   تھے شہر ورنگل کے بزرگِ کامل
ہاں زہد میں تقویٰ میں یگانہ تھے وہ   اوصافِ حمیدہ کے تھے یعنی حامل
ہے مختصراً ان کا یہ تعارف کافی   عالم تھے وہ اور علم پر اپنے عامل
اسلامیہ جو آج بنا ہے کالج   ہے ان کی دعاؤں کا اثر بھی شامل

محبوبیہ پنجتن ہائی اسکول ورنگل میں دہم کلاس

قائم ہونے پر

ہے لاکھ لاکھ شکر خدائے کریم کا
اپنے کرم سے اس نے کیا ہم کو سرفراز

فضل و کرم کی اس کے کوئی انتہا نہیں
تعریف کیا کریں کہ وہ ہے رب بے نیاز

قائم ہوئی تھی سال گذشتہ نہم کلاس
ہے بے نیاز حمد و ثنا رب کارساز

اور اب کے سال کھل گئی دسویں کلاس بھی
اللہ نے اپنے فضل و کرم سے دیا نواز

آج افتتاحی جلسہ ہے یاں اس کلاس کا
پھر بج اٹھے خوشی کے مسرت کے آج ساز

آئے جناب شیشم دینکیا اب یہاں
ہم کو بجا ہے اس پہ کریں جس قدر بھی ناز

آئے ہیں سرفراز علی بھی بصد خلوص
ہم سب ہیں سرفراز کہ ہیں صدر سرفراز

اسکول کو یہ دونوں جو تشریف لا رہے ہیں
یہ بات ہے ہمارے لئے وجہ فخر و ناز

ہر سال اک کلاس جو بڑھتی رہی یوں ہی
اللہ کے کرم کا جو ہو سلسلہ دراز

اک دن پھر اس کے فضل و کرم سے یہ مدرسہ
کالج بھی بن سکے گا کریں گے سب اس پہ ناز

کرتا ہوں اب دعا یہ خدا کے حضور میں
با صد ادب جھکا کے میں اپنا سر نیاز

اسکول یوں ہی پھولتا پھلتا رہے سدا
طوفان سے آشنا نہ ہو طلبہ کا یہ جہاز

محبوبیہ ہے نام تو محبوب سب کو ہو
اور ساری قوم کے لئے بن جائے دلنواز

طلبا جو پڑھ کے نکلیں یہاں سے ہوں نیک نام
ہوں پاک خلق، پاک صفت اور پاکباز

پائیں خدا کے فضل سے عہدے بڑے بڑے
ملت میں، ملک و قوم میں حاصل ہو امتیاز

دنیا میں کامیاب رہیں دین میں بھی خوش
القصہ دو جہاں میں ہو جائیں سرفراز

یوم تاسیس آندھرا پردیش کی سلور جوبلی کے موقع پر

ہر پتہ پتہ خوش ہے چمن کا — دل شاد ہے سب سرو و سمن کا
ہر ذرہ خوش ہے کوہ و دمن کا — میری فضا کا، میرے گگن کا
ہے جشنِ سیمیں ارض دکن کا
میری ریاست میرے وطن کا

دیکھے تو کوئی رنگِ گلستاں — خوش خوش ہیں غنچے ہنستی ہیں کلیاں
ہر شاخ مسرور، ہر پھول خنداں — ہر برگِ گل میں اک کیف لرزاں
ہے جشنِ سیمیں ارضِ دکن کا
میری ریاست میرے وطن کا

دامن میں اس کے ندیاں ہیں ساری — فیضانِ حق کے چشمے ہیں جاری
دل شاد ہیں سب نر اور ناری — اک کیف سارے گلشن پہ طاری
ہے جشنِ سیمیں ارضِ دکن کا
میری ریاست میرے وطن کا

گوداوری کا بہتا ہے پانی — دیکھو ذرا کرشنا کی روانی
پانی سے ہے زندگانی سہانی — چہروں پہ ہے سب کے چھائی جوانی
ہے جشنِ سیمیں ارض دکن کا
میری ریاست میرے وطن کا

بحر اور بر میں خشک اور تر میں — خوشیاں ہیں بکھری ہر رہ گزر میں
خوش حالیاں ہیں ہر ایک گھر میں — مدہوشیوں کا سودا ہے سر میں
ہے جشنِ سیمیں ارضِ دکن کا
میری ریاست میرے وطن کا

عیدگاہ ۔ مٹھواڑہ ورنگل

مومنوں کے سجدہ کرنے کے لئے — شہر میں ہے کیا ہی اچھی عیدگاہ
مرکزی سب کی عبادت گاہ ہے — قوم کا مرکز ہے اپنی عیدگاہ
مشترک ورثہ ہے مسلم قوم کا — جان سے ہے ہم کو پیاری عیدگاہ
عیدگاہ واقع ہے قلب شہر میں — ہے سہولت بخش اپنی عیدگاہ
اس میں لگوایا گیا ہے ایک گیٹ — پرکشش ہے اس سے اپنی عیدگاہ
جب سجائی جاتی ہے یہ وقتِ عید — لگتی ہے دلہن نویلی عیدگاہ
عیدِ اضحیٰ اور عید الفطر میں — کیا مناظر ہے دکھاتی عیدگاہ
گونج اٹھتی ہے کبھی تکبیر سے — ہے کبھی خاموش لگتی عیدگاہ
جب گلے ملتے ہیں سب بعد نماز — کتنی بارونق ہے لگتی عیدگاہ
کلمہ گو جتنے ہیں سب ہیں بھائی بھائی — ہے منظر پیش کرتی عیدگاہ
قوم پر اُن کا بڑا احسان ہے — جن بزرگوں نے بنائی عیدگاہ
اک ذرا اس پہلو سے بھی غور ہو — ہو گئی کیا اور کیا تھی عیدگاہ
تھی نہایت خوبصورت اور وسیع — فخر کے قابل تھی اپنی عیدگاہ
جب کیا تھا بزرگوں نے اس کو وقف — تین ایکڑ تھی ہماری عیدگاہ
ہم حفاظت تک نہ اس کی کر سکے — ہائے بدقسمت بیچاری عیدگاہ
قوم کی اس بے حسی کو کیا کہیں — اپنے ہاتھوں ہم نے کھو دی عیدگاہ
غیروں کے قبضے میں آدھی جا چکی — رہ گئی ہے اب تو آدھی عیدگاہ
قوم کی غفلت اگر یونہی رہی — ختم ہو جائے گی ساری عیدگاہ
ہم مسلماں ہیں یہ ہم پر فرض ہے — پھر کریں حاصل ہم اپنی عیدگاہ
ہے ضرورت پھر سے حد بندی کریں — پھر سے حاصل کر کے پیاری عیدگاہ
سیرت اور میلاد کے جلسے کریں — رکھیں ہم ہر دم سجیلی عیدگاہ

قادیانیت

قادیانیت مٹانا چاہیئے
دین کو اپنے بچانا چاہیئے
قادیانیت مٹانے کے لئے
جان و مال اپنا لگانا چاہیئے
قادیانی کافر و بے دین ہیں
بات یہ سب کو بتانا چاہیئے
منکرِ ختمِ نبوت ہیں یہ لوگ
راستے پر ان کو لانا چاہیئے
چھوڑ کر سب اختلافِ باہمی
زور سب اس میں لگانا چاہیئے
باہم اب پیکار کا موقع نہیں
اختلاف اب بھول جانا چاہیئے
قادیانیت کے بد اثرات سے
نونہالوں کو بچانا چاہیئے
دین سے باہر جو بھائی جا چکے
دین میں پھر ان کو لانا چاہیئے
دین کی ہم پر حفاظت فرض ہے
فرض کو اپنے نبھانا چاہیئے
سو رہی ہے بے خبر فتنے سے قوم
خوابِ غفلت سے جگانا چاہیئے